رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۱

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت پانچروپیہ سالانہ مع محصول

مطبع معارف مین چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوا

ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق جولائی سنہ ۱۹۲۱ء | عدد اول

مضامین

شذرات

رائٹ آنریبل مولوی سید امیر علی کی انگریزی اسپرٹ آف اسلام ایک مشہور کتاب ہے جسکے مطالعہ نے صدہا انگریزون اور انگریزی خوانون کے دلون مین اسلام کی محبت و عظمت پیدا کیا ہے، اب یہ کتاب کئی سال سے نایاب تھی، حال مین اسکے پبلشرز (مسرز کرسٹوفرس، برنرس اسٹریٹ لنڈن) نے اطلاع دی ہے کہ اسکا جدید ایڈیشن چھپنے کو تیار ہے، مصنف نے اس جدید ایڈیشن کے لئے کتاب پر شروع سے آخر تک نظر ثانی کی ہے، ایک جدید مقدمہ کا اضافہ کیا ہے، جسمین اسلام پر ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت سے نظر کی ہے، اور دو بالکل جدید ابواب خلافت راشدہ و تصوف اسلامی کے عنوان سے اضافہ کئے ہین، امید ہے انگریزی تعلیم یافتہ احباب اُسکی کافی قدر کرینگے۔

اخبارات مین یہ خبر شایع ہوئی ہے کہ سنسکرت لٹریری کانفرنس کا سالانہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا، اس سے قبل چھ سالانہ جلسے ہوچکے ہین، اُسکے صدر نشین ہندو کالج دہلی کے سنسکرت پروفیسر پنڈت ہرنرائن شاستری ودیا ساگر تھے، ہندوستان کے ہر گوشہ سے علمائے سنسکرت جمع ہوئے تھے، متعدد عالمانہ خطبات پڑھے گئے، مختلف لسانی و علمی مباحث پر

مذاکرہ و مباحثہ رہا، اور آیندہ کے لئے نظام عمل یہ تجویز پایا کہ ایک سنسکرت رسالہ جاری کیا جائے، ایک سنسکرت یونیورسٹی قائم کیجائے، اور دہلی مین ایک عظیم الشان سنسکرت کتبخانہ کھولا جائے، کانفرنس کے آیندہ اجلاس کے لئے دعوت نامہ متعدد مقامات سے آئے لیکن منظوری پنڈت مالوی جی کے دعوت نامہ متعلق بنارس کو دیگئی۔

سنسکرت کے متعلق ہمیشہ یہ سنتے آئے تھے کہ وہ ایک مردہ زبان ہے، ہمارے مغربی اساتذہ بھی اس قول کی تائید کرتے رہے تھے، لیکن آج یہی "مردہ" اپنی زندگی کا یون ثبوت دے رہا ہے، اسکے مقابلہ مین ایک "ہماری" مقدس زبان ہے، جسمین ہمارا صحیفۂ آسمانی نازل ہوا ہے، جو ہماری تاریخ و قومی روایات کی حامل ہے، جسے دنیا مین لاکھون افراد بولتے اور شاید کرورون سمجھتے ہین، جسمین تصنیف و تالیف کا سلسلہ بکثرت جاری ہے، جسمین متعدد اخبارات و رسائل شایع ہوتے رہتے ہین، اور جسکے پرستارون مین عرب، مصر، شام، عراق، طرابلس، و ہندوستان کے علاوہ بھی چند ممالک کی بڑی آبادیان شامل ہین، سوال یہ ہے کہ اس "زندہ" زبان کے زندہ رکھنے مین ہماری کوششون کو بھی کچھ دخل ہے؟ انسان پر ذمہ داری صرف اُسکی کوششون سے متعلق عاید ہوتی ہے، اس سے سوال صرف اسکی جد و جہد، سعی و کاوش کی بابت کیا جائیگا، کسی شے کا خارجی اسباب و اتفاقی حالات کی بنا پر زندہ و محفوظ رہجانا ہرگز اسے اسکے فرائض سے سبکدوش نہین کرسکتا، شام کے عیسائی اسلئے عربی بولتے ہین کہ یہ اُنکی مادری زبان ہے، مصر کے قبطی اسلئے عربی مین تالیف و اشاعت کا کام کرتے ہین کہ اسپر مجبور ہین، ان حالات سے ہمارے فرائض ہم سے کیونکر ساقط ہوسکتے ہین؟

ہندوستان مین، چشم بد دور، متعدد اسلامی درسگاہین قدیم و جدید دونون نمونون کی مدت سے قائم ہین، لیکن دنیا کو علم نہین کہ ابتک ان اسلامی درسگاہون نے اس اسلامی زبان کی کسقدر خدمات انجام دی ہین، ندوہ، دیوبند، فرنگی محل، نظامیہ (دکن) سے زیادہ اسلامی علوم والسنہ کی خدمتگذاری کا دعوی کسکو ہوسکتا ہے، لیکن کیا اُنکے ارباب حل وعقد اپنی دیانت وضمیر کا احترام ملحوظ رکھکر کہہ سکتے ہین کہ انھون نے ام الالسنہ کی کسی معقول حد تک خدمات انجام دی ہین؟ علی گڈھ کالج بے شبہہ سالہا سال سے ادبیات ولسانیات عرب کی تحصیل وتحقیق کا اشتہار دے رہا ہے، لیکن کاش اس پوست کے اندر مغز بھی ہوتا! لے دیکے ایک دکن کے دائرۃ المعارف کا نام لیا جاسکتا ہے، جس نے ایک زمانہ مین متعدد مفید ونادر کتب عربیہ کی طبع واشاعت کا کام کیا تھا، لیکن اب ایک مدت سے یہ زندہ کرنیوالا صیغہ خود مردہ ہوگیا ہے۔ ع

دیکھا کہ وہ ملتا نہین اپنے ہی کو کھو آے

یورپ مین انتقاد اور ریویو نگاری ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتا ہے، معزز اخبارات ورسائل اپنے مخصوص ریویو نگار رکھتے ہین، جو اس کام کا گرانقدر معاوضہ پاتے رہتے ہین، صدہا اہل قلم ایسے ہین جو بجاے تصنیف تالیف، ومضامین نگاری کے اپنا وقت تمامتر اسی شغل انتقاد مین صرف کرتے ہین، کتابون کی مقبولیت وعدم مقبولیت علی العموم انہین تنقیدون کے اچھے یا بُرے ہونے کے تناسب رہتی ہے، اور اکثر مصنفین کا مستقبل انہین تنقید نگارون کے اظہار راے پر موقوف ہوتا ہے، اس بنا پر یورپ کے علمی حلقون مین انتقاد کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ابتک بارہا مصنف کو ریویو نگار کی ناراضگی کا شکار ہوجانا پڑتا تھا اور

بریت کی کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی، لیکن حال مین بعض فرنچ مصنفین نے قانون کی مدد سے اپنے بچاؤ کی ایک انوکھی تدبیر نکال لی ہے، فرنچ قانون مین ایک دفعہ ہے جسکا منشا یہ ہے کہ جس شخص پر پریس مین کوئی حملہ یا اعتراض شائع ہو، وہ اُسی پرچہ مین مساوی جگہ لیکر اُسکا جواب چھپوا سکتا ہے، اور اشتہار کی شرح پر اُجرت دیکر اُسکی دُگنی جگہ اپنے جواب کے لئے لے سکتا ہے، چند ماہ ہوئے دو فرنچ انشاپردازون نے ایک لاطینی ڈراما کا فرنچ ترجمہ شائع کیا، اسپر پیرس کے ایک نہایت ممتاز علمی رسالہ مین سخت مخالفانہ ریویو نکلا، مترجمین نے ریویو کا جواب لکھکر بھیجا مگر ایڈیٹر نے اسکے اندراج سے انکار کردیا، اسپر مترجمین نے قانون کی مذکورۂ بالا دفعہ سے فائدہ اُٹھا کر ایڈیٹر پر دعوی دائر کردیا، وکیل سرکار نے مدعا علیہ کی حمایت کی اور کہا کہ واضعان قانون کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ اسکا اطلاق ادبی وعلمی تنقیدون پر بھی ہوگا، بلکہ اسکا دائرہ صرف ذاتی حملون اور شخصی اعتراضات تک محدود تھا، لیکن عدالت نے مدعی کے خیال سے اتفاق کیا، اور مدعا علیہ کے خلاف مصارف مقدمہ کی ڈگری دیکر یہ فیصلہ صادر کیا کہ جبتک رسالہ جواب نہ شائع کریگا، اسکی ہر اشاعت پر ایکسو فرانک جرمانہ ہوتا رہیگا، فرنچ وانگریزی اخبارات ورسائل عموماً اس فیصلہ سے سخت ناخوش ہین۔

متمدن، شائستہ ومہذب مغرب مین عورت کی عفت وعصمت کا جو معیار قائم ہے، اُسکے تفصیلی تذکرہ کی غلاظت کے متحمل تو معارف کے صفحات یقیناً نہین ہوسکتے، البتہ اجمالاً ہمارے مغرب پرست احباب کو یہ سُن لینا چاہیے کہ اب خود اہل مغرب بھی مقدمات طلاق کی کثرت سے تنگ آگئے ہین، اسوقت ولایتی اخبارات ورسائل مین مشکل ہی سے ایسے چند پرچے نکلین گے جو اس شرمناک داستان سے خالی ہون، علی العموم صورت یہ ہوتی ہے کہ

پہلے طرفین کے انتہائی اظہار محبت وعشق کے بعد شادی ہوتی ہے مگر اسکے چند ہی ماہ یا سال کے بعد شوہر کو بیوی کی وفاداری پر اعتماد نہین رہتا، وہ اُسکی بدچلنی کے واقعات دیکھتا ہے اور عدالت مین اُن کا ثبوت پیش کر کے طلاق چاہتا ہے، بیویان اکثر مقدمات مین خندہ پیشانی سے "اقبال جرم کرتی ہین، اور عدالت افتراق کا حکم سُنا دیتی ہے، تازہ اعداد کے بموجب لندن کی عدالتون مین فروری کی تاریخ تک سال گذشتہ مین طلاق کے ۱۵۴۴ مقدمات دائر تھے، اس تاریخ تک سال روان مین ۹۵۴۲ مقدمات دائر ہو چکے ہین، جنمین سے ۲۱۰۳ مقدمات مین مدعا علیہا کو اپنی بدچلنی کا اقبال ہے! ایک پادری صاحب نے اپنی تقریر مین بیان فرمایا ہے کہ سنہ ۱۴ء مین انگلستان مین طلاقون کی جو تعداد تھی سنہ ۲۱ء مین اُسکی پوری چھہ گنی ہو گئی ہے، انہین پادری صاحب کی روایت کے بموجب امریکہ اس باب مین انگلستان سے بھی بہت آگے ہے، وہان ہر سال طلاقون کی تعداد ایک لاکھ سے زاید ہوتی ہے! اس صورت حال سے پریشان ہو کر اخبارات مضامین لکھ رہے ہین، اور اہل سیاست مسودات قانون پیش کر رہے ہین۔

یہ نمونہ شادی شدہ خواتین کی عصمت شعاری کا تھا، بن بیاہیون کی حالت اس سے بھی زیادہ ناگفتہ بہ ہے۔ ان مقدس کنواریون کے پاس اخفاے جرم کا بہترین ذریعہ اسقاط تھا لیکن مشکل یہ ہے کہ قانون نے اسے جرم قرار دے رکھا ہے، اس دور حریت مین دورِ استبداد و اوہام کی یہ یادگار کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟ چنانچہ چند سال ہوئے سوئٹزرلینڈ کی مجالس وضع قوانین کے سامنے یہ تحریک پیش ہوئی تھی کہ اسقاط کو قانوناً جائز کر دیا جائے لیکن ناکام رہی، اب زیکو سلوویکا کی جدید سلطنت (جو اسٹریا و روس کی سرحد پر قائم ہوئی ہے)

کی پارلیمنٹ مین یہ تحریک زور و شور سے پیش ہوئی ہے، اور محرکین نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ چونکہ اسقاط کا رواج قانون کے رُوکے نہین رک سکتا، اور اسکا دستور قانون کے علی الرغم برابر قائم ہے، اسلئے اُسکو جائز کر دینا چاہیئے تاکہ مستند و مشہور ڈاکٹر اس کام کو اپنے ہاتھہ مین لے سکین"۔ انگلستان کے بعض اخبارات اس خبر کو بصد رشک و حسرت اپنے کالمون مین جگہ دے رہے ہین کہ ترقی، شائستگی، و روشن خیالی کے اس جدید ترین مظاہرہ کا شرف تقدم اُنکے ملک کو کیون نہ حاصل ہوا!

یہ ہے اُن قومون کی اخلاقی زندگی جو ترکی حرم پر ہمیشہ مضحکہ کرتی رہتی ہین، جو تعدد ازواج پر طعنہ زن رہتی ہین، جنکے اہل قلم حقوق نسوان کی پر زور وکالت کرتے رہتے ہین، اور جنکے نزدیک مشرقیون کے نیم متمدن و نیم شائستہ ہونے کی ایک مستحکم دلیل یہ ہے کہ یہ عورت کے مرتبہ کے لائق اُسکی عزت و تکریم نہین کرتے! خیر اہل مغرب اپنے افعال کے خود ذمہ دار ہین، ہم صرف اُن پر تاسف کر سکتے ہین، باقی اُن کے اعمال کی پاداش خود انہین کو بھگتنا پڑیگی من اهتدى فانما يهتدى لنفسه ومن ضل فانما يضل عليها ولا تزر وازرة وزر اخرى۔ لیکن عبرت کا مقام ہے کہ مغرب کی دنیوی حکومت و مادی تفوق سے متاثر و مرعوب ہو کر مشرقی وہان کے ہر عیب کو ہنر سمجھنے لگتا ہے، اور اُنکے قبائح و فضائح کو فضائل و کمالات قرار دینے لگتا ہے، حالانکہ اس دنیوی حکومت اور مادی تفوق کی ظاہری چمک دمک کا بھی جو انجام ہونے والا ہے وہ کسی صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہین وجعلنهم ائمة يدعون الى النار ويوم القيمة لا ينصرون واتبعنهم فى هذه الدنيا لعنة ويوم القيمة هم من المقبوحين۔ (اس قوم کو ہم نے سردار بنایا تھا مگر ایسی سردار کہ جبتک دنیا مین رہی، خلقت کو دوزخ کی

طرف بلاتی رہی، اور قیامت کے روز سرداری کیا معنی کہین سے اُسے مدد تک نہ ملیگی ہین، اور ہم نے اسی دنیا مین اُنکے پیچھے پھٹکار لگادی ہے، اور قیامت کے دن تو ان کا برا حال ہونا ہی ہے)۔

یہ اسی دماغی غلامی و مرعوبیت کا نتیجہ ہے کہ ہم ہر مغربی آواز کے مطابق اپنے جامۂ ہستی مین قطع و برید کرنے پر آمادہ رہتے ہین، ہم نے پڑھا کہ اُنکی ترقی کا راز اُنکی ریلون، تار برقیون گھڑیون، کلون مین ہے، اور جھٹ یہ ثابت کرنا شروع کر دیا کہ ہماری قوم بھی کسی زمانہ مین اختراع آلات مین کسی سے پیچھے نہ تھی، ہم نے دیکھا کہ "صاحب" اور میم صاحب دونون ساتھ ساتھ باہر پھرتے رہتے ہین، اور معاً ہم نے اپنے ہان کی کتابون سے دکھا دینا چاہا کہ پردہ کی رسم ہماری شریعت کے بالکل خلاف ہے ہم نے سنا کہ یورپ مین ایک وقت مین ایک ہی بیوی رکھنے کا رواج ہے، اور ہم فوراً اس امر کے ثبوت کے درپے ہوگئے کہ اسلام مین تعدد ازدواج تقریباً حرام ہے؛ ہماری ان کوششون کا نتیجہ یہ ہے کہ عقبیٰ توجیسی برباد ہونی ہوئی، ستم تو یہ ہے کہ دنیا بھی ہاتھ نہ آئی ہم نے اس لوکیے معشوق کے قدمون پر اپنی قومیت، اپنی عقل، اپنی غیرت، اپنی خودداری، اپنا مذہب، اپنا طریق معاشرت سب کچھ نثار کر دیا، اسپر بھی وہ سیم تن کسی طرح راضی نہین ہوتا بلکہ کشیدگی اور بڑھجاتی ہے، اور بیگانگی و منافرت تو تھی ہی، اب اسپر بے غیرت و بے ننگ و ناموس ہونے کے طعنے اور سننے پڑتے ہین، بیچارہ مشرقی حسرت کے ساتھ پکار اُٹھتا ہے۔

لو وہ بھی کہتے ہین کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو مین

الحمد للہ کہ عثمانیہ یونیورسٹی (حیدر آباد دکن) نے بارآوری شروع کر دی، میٹرکولیشن کے امتحانات تو کئی سال سے ہو رہے تھے، اس سال انٹرمیڈیٹ کا بھی پہلا امتحان لیا گیا جسکے نتائج اسی مہینہ مین انگریزی و اردو اخبارات مین شائع ہو چکے ہین۔

ان نتائج مین جہانتک ظاہری پہلو کا تعلق ہے، ہندوستان کی عام یونیورسٹیون کو دیکھتے ہوئے دو باتون مین نمایان ترقی ہے، ایک تو یہ کہ نتیجہ جلد ظاہر ہوگیا، اوائل مئی مین امتحانات ختم ہوئے تھے، اور غالباً اوائل جون ہی مین طلبہ کو اپنے مستقبل کے بارہ مین یکسوئی حاصل ہوگئی ہوگی، دوسرے یہ کہ انٹرمیڈیٹ مین کامیاب طلبہ کا تناسب نہایت ہی حوصلہ افزا ہے، یعنی ۱۱۶ مین صرف ۲۸ ناکام رہے، ان ۲۸ مین بھی ۱۳ وہ ہین جو خانگی (پرائیوٹ) طور سے شریک ہوئے تھے، اور کالج کی تعلیم سے استفادہ نہین کیا تھا، البتہ میٹرکولیشن مین خانگی طور سے شریک ہونے والے امیدوارون کو نکال کر بھی کامیابون کا تناسب (۳۳ء۵) فیصدی ہے۔ جسکے اسباب کی تحقیق و اصلاح یقیناً یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد کی توجہ کی طالب ہے، ۷۶۵ طلبہ مین (گو ان مین خانگی شرکا بھی شامل ہین) ۴۵۹ کا فیل ہو جانا قطعی ایک قتل عام ہے۔

امتحان، نصاب تعلیم اور طرز تعلیم وغیرہ مین اگرچہ عثمانیہ یونیورسٹی سردست (شاید بعض عارضی مصالح کی بنا پر) دیگر ہندوستانی یونیورسٹیون ہی کے ناقص نظام کی پیروی کر رہی ہے لیکن ذریعہ تعلیم اجنبی زبان کے بجائے ملکی زبان کو قرار دینا جسپر اس یونیورسٹی کی بنیاد ہے، ہمارے یونیورسٹیون کی تاریخ مین ایک ایسا اہم اصلاحی قدم ہے جسکی بنا پر تمام ملک کی نگاہین اسکی جانب لگی ہوئی ہین، اسلئے اگر نتائج امتحان کے ساتھ اُن نتائج کی بھی جو اردو زبان مین تعلیم دینے سے تجربہ مین آئے ہونگے ایک مختصر رپورٹ شامل ہوتی تو مناسب تھا۔

ایک اور بڑی کمی علی العموم ہندوستانی یونیورسٹیون مین یہ ہے کہ خود ہندوستانی و مشرقی علوم والسنہ کے ساتھ غایت بے التفاتی برتی جاتی ہے، عثمانیہ یونیورسٹی کے نتایج امتحان کے ساتھ اختیاری مضامین کی جو فہرست ہمکو موصول ہوئی ہے، وہ خود بھی اگرچہ اس نقطۂ نظر سے نہایت ہی مایوس کن ہے، تاہم تاریخ اسلام اور دکنی زبانون (تلنگی، مرہٹی، کنڑی) کے نام اسمین نظر آتے ہین، جو دوسری یونیورسٹیون (الا ماشاء اللہ) کی فہرست مضامین مین نہ ملینگے تاریخ اسلام لینے والے طلبہ کی تعداد بھی خاصی ہے، یعنی ۲۱ - البتہ عربی اور سنسکرت لینے والون کا اوسط وہی ہے جو کم و بیش دوسرے کالجون مین رہتا ہے، یعنی علی الترتیب ۸ اور ۴ -

---

یادش بخیر، غالباً اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے عثمانیہ یونیورسٹی نے ایک مستقل "شعبہ مشرقی" کے قیام کا اعلان کیا تھا جسکے معلمین کے نام بھی شاید سرکاری گزٹ مین شایع ہوگئے تھے لیکن پھر کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ یہ شعبہ کہانتک اپنے وجود کو حق بجانب ثابت کر رہا ہے -

---

مقالات

خواتینِ اسلام

(۲)

(از مولوی عبدالرحمٰن منوی نگرامی)

فضائل مخصوصہ

عام مفسرین جب اس باہمی تفاضل کا ذکر کرتے ہین تو نبوت، خلافت قضا، وغیرہ مردون کے بہت سے فضائل شمار کراتے ہین خلافت اور قضا وغیرہ کا مسئلہ تو ایسا ہے کہ علما خود اسمین مختلف ہین، مسئلہ نبوت کی تحقیق ہم ایک خاص عنوان کے تحت مین لکھین گے، خواتین اسلام کے تفنن طبع کے لئے ہم انکے دو ایک مخصوص فضائل بیان درج کرتے ہین کہ انہین معلوم ہو کہ جسطرح مردون کو بہت سی خصوصیات کا شرف حاصل ہے اسی طرح ان کا دامن بھی چند ایسے فضائل و اختصاصات سے بھرا ہوا ہے جنکا تعلق خود روحی فداہ صلعم کی ذات اقدس واکرم سے ہے ہم اپنے معلومات کی بنا پر کہہ سکتے ہین کہ مردون مین سے کوئی شخص ان فضائل کا مدعی نہین بن سکتا ہے، حضور رسالت پناہ تمام عالم کے لئے رحمت تھے، جسطرح آپ نے ہم تک ایسا مقدس و برتر کلام پہنچایا جو ہمارے روحانی امراض کا طبیب اور قلبی کمزوریون کا دافع ہے۔ اسی طرح خدائے ذوالجلال نے امراض جسمانی کے دفعیہ کی تدبیرین اور انکے ادعیہ بھی حضور کی وساطت سے ہمکو بتائے اور آنحضرت صلعم جسطرح روحانی حکیم تھے اسی طرح جسمانی طبیب بھی تھے، احادیث مین بہت سی شکایات کے لئے لوگون کو حضور نے آیات و ادعیہ تعلیم فرمائے ہین، پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ بہت سے اہل غرض دربار مین آتے اور آپ انکے لئے دعاء شفا فرماتے یا کلام مجید کی

کچھ آیتین تبلادیتے، یہ سب کچھ تھا لیکن کیا کبھی یہ بھی ہوا کہ خود حضور پر کسی نے کچھ پڑھکر دم کیا ہو، روایات اس سے بالکل ساکت ہین لیکن اس فضیلت کی ادعا کا حق جنس لطیف کو ہی کہ اسکے ایک فرد نے حضور کی تعلیم کے مطابق کلام مجید کی آیات پڑھکر آپ پر دم کی ہین حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کے زمانہ مین معوذتین (قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس ہ) پڑھکر دم کرتے تھے، لیکن جب مرض کا اشتداد ہوا تو یہ کام مین بجالاتی تھی، حدیث مین اُنکے الفاظ یہ ہین کنت انفثت علیہ بھن (مین معوذتین) پڑھکر آپ پر دم کرتی (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۵۴)

سردر کائنات کی دفات ایک عورت کی گود مین ہوئی، حضرت عائشہ فرماتی ہین قبض اللہ نفسہ بین سحری ونحری ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۴۴)

حضرت عائشہ رض جب ازواج مطہرات کے مقابلہ مین اپنے فضائل بیان فرماتی ہتین تو اسکو بھی شمار کرتی ہتین، لیکن آج اس فخر سے جنس لطیف کو فخر ہے، کیا کوئی مرد بھی اس کا مدعی ہوسکتا ہے، سردر کائنات نے معاملات (بیع وشرا، وغیرہ) مین خصوصیت سے کسیکی وکالت نہین فرمائی، لیکن جنس لطیف کو یہ شرف حاصل ہے کیونکہ حضور نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ کے وکیل کی حیثیت سے ملک شام مین تجارت فرمائی، ہم نے ابتدا مین لکھدیا ہے کہ اس قسم کے شخصی فضائل فی الحقیقت تفوق اور تفاضل کا سبب نہین بن سکتے لیکن کیا کیا جائے کہ طبائع کا عام میلان اسی طرف ہے، اور اسی قسم کے خصائص کا تذکرہ کیا جاتا ہے، ہم نے چند سطرین محض خواتین کی دلچسپی کے لئے لکھدی ہین۔

نقصان عقل وحکومت نساء

اسمین کوئی شک نہین کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو "ناقصات عقل" مین شمار کیا ہے، آپ صادق ومصدوق تھے، آپکے فرمان

وارشاد سے انحراف کرنا انتہا درجہ کی بدبختی اور کم نصیبی ہے، لاریب وہ خدا کے سچے پیغمبر تھے وہ دنیا کو خزائن ربانی کی کنجی آخری مرتبہ سونپنے کے لئے آئے تھے، وہ صرف اسی لئے مبعوث ہوئے تھے کہ توحید کی دعوت اور رب العالمین کا آخری پیغام دنیا کو سنا ئین وہ جس شریعت کو لیکر آئے تھے وہ تہذیب وتمدن کا آخری قانون ہے وہ عدالت وانصاف کی ایک میزان ہے جسمین ہر ایک کے اعمال بغیر رعایت تولے جاتے ہین، پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے عورتون کو اسدرجہ ذلیل اور خوار بتایا ہوگا اور آپ نے اُنکے نقصان عقل کی یہ تعبیر کی ہوگی کہ آج لوگ باواز بلند کہتے ہین کہ عورتون کو اعلی تعلیم نہ دو کہ وہ ناقص العقل ہین کہین مذہب نہ تبدیل کردین، اُنکو خواہ اپنے علوم سے نہ بہرہ ور کرو کہین وہ گھر کا کاروبار نہ چھوڑ بیٹھین حاشا وکلا آپ کے فرمان کا یہ مقصود نہین، جن اہل نظر کے سامنے نقصان عقل کی پوری حدیث موجود ہے اور حضور کے قضایا وفتاوی سے کافی واقفیت رکھتے ہین اسکے متعلق کبھی یہ شہادت نہین دیسکتے، دیکھو ام المومنین عائشہ صدیقہ کے پاس یہودی عورتین آتی ہین، بیٹھتی ہین، بولتی چالتی ہین، اُنہین حضور منع نہین فرماتے، اور اگر آج علوم وفنون سیکھنے کے لئے غیر قوم کی عورتون کے ساتھ نشست وبرخواست ہو تو وہ ممنوعات مین شمار کیجائے، ہان یہ خود تمہاری غلطی ہے کہ اپنی اولاد کو اس قسم کی پختہ مذہبی تعلیم نہ دو کہ وہ ذرا سی تحریک مین اپنا دین وایمان کھو بیٹھین۔

بہرحال ہمارے زیر بحث تو اسوقت عورتون کے ناقص العقل ہونیکی بحث ہے، پہلے ہم بخاری سے وہ پوری حدیث نقل کرتے ہین جس حضور اقدس نے عورتون کو ناقص العقل بتایا ہے پھر اسکی تفصیل کرین گے اصل حدیث یہ ہے ما رائت من ناقصات عقل ودین اذھب للب الرجل الحازم من احدکن قلن وما نقصان عقلنا

ودینا یا رسول اللہ قال الیس شہادۃ المراۃ مثل نصف شہادۃ الرجل قلن بلی قال
فذالک من نقصان عقلہا الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم فذالک من نقصان دینہاؐ
یعنی مین نے تم سے زیادہ باوجود ناقص العقل والدین ہونے کے مردون کو مدہوش کردینوالا
کسی کو نہین دیکھا، عورتون نے عرض کیا یا رسول اللہ، ہماری عقل اور دین کا نقصان کیا ہی
آپنے فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد کی نصف شہادت کے برابر نہین ہے، اُنھون نے
عرض کیا ہان، آپ نے فرمایا یہ نقصان عقل ہے، پھر ارشاد ہوا کیا ایام مخصوصہ مین عورتونکو
نماز اور روزہ کی ممانعت نہین ہے، یہ نقصان دین ہے، اس حدیث کے الفاظ صاف
اور ظاہر ہین، حضور نے نقصان عقل کے متعلق کوئی ایسا عام لفظ نہین استعمال فرمایا جس سے
ہر معاملہ مین ناقص العقل ہونے پر استناد لایا جا سکے، اگر عورتون کے متعلق تمام معاملات مین
یہی حکم ہوتا تو حضور کو ان مسائل کی تخصیص کی کوئی حاجت نہ تھی، شہادت کے مخصوص
معاملہ مین عورتون کا ناقص العقل ہونا بالکل فطرت کے مطابق ہے، انکی نظر عموماً گھر کے جزئی
معاملات مین مصروف رہتی ہے، وہ رقیق القلب ہوتی ہین، اسلئے لڑائی جھگڑون پر کامل غور
وفکر نہین کرتی ہین بلکہ ان کا زیادہ وقت اکثر ان واقعات سے اثر لینے مین صرف ہوجاتا ہی
اسلئے اگر انکی شہادت کا اعتبار کیا جائے تو معاملہ کا تصفیہ بخوبی نہو، شاہ ولی اللہ صاحب نے
موطا، کی شرح مین تحریر فرمایا ہے کہ شریعت مین دو عورتون کی شہادت کو اسلئے ایک مرد کے
برابر قرار دیا گیا ہے کہ عورتون کا حافظہ عموماً کمزور ہوتا ہے، دو عورتون کی شہادت کو ملا دیا گیا ہے
تاکہ ایک دوسرے کو واقعات کے بتلانے مین مدد دے اور شہادت مکمل ہوجائے خود
آنحضرت صلعم کا عمل مبارک بھی اسکو بتلاتا ہے، اکثر ان معاملات مین جنکا تعلق خاص
عورتون سے ہے اس تعداد کی شرط نہین قرار دی ہے، بلکہ ایک ہی عورت کی شہادت پر

فیصلہ فرمادیا ہے، چنانچہ عقبہ بن حارث کا واقعہ بخاری مین منقول ہے کہ اُنھون نے ایک
عورت سے نکاح کرنا چاہا، ایک دوسری عورت نے آکر بیان کیا کہ مین نے تم دونون کو
دودھ پلایا ہے چونکہ تعداد کامل نہ تھی اسلئے اسے معتبر نہ سمجھکر تحقیق مسئلہ کی غرض سے مدینہ منورہ
مین حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کیف وقد قیل کیسے جائز ہوگا جبکہ اس مسئلہ مین قیل وقال
ہو چکی ظاہر ہے کہ اگر ہر معاملہ مین عورتین ناقص العقل ہوتین تو حضور اس مقام پر یہ فیصلہ
کیون فرماتے، اس ارشاد مین آپ نے عورتون کی فضیلت کا ایک خاص طور پر ذکر کیا ہی
اور ایک عجیب قوت کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ ابتداء فرمان کا انداز بیان خود اسکا
شاہد ہے آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود ناقص العقل ہونے کے مردون کو مدہوش کرنے والا
عورتون سے زیادہ کوئی نہین، یہ اسی کمال کی طرف اشارہ ہے جسمین انسان اپنے
مدارج انسانیت کے مکمل کرنے مین عورت کا محتاج ہے اور یہ اشارہ ہمارے اس
بیان کی تصدیق ہے کہ عورت انسانیت کی مکمل کرنیوالی مخلوق ہے، آنحضرت نے ان خاص
معاملات مین عورتون کے نقصان عقل کی توضیح فرمائی تھی، موجودہ لوگون نے ان معانی کو
یہانتک وسعت دی، لیکن اصل یہ ہے کہ یہ عرب کے تمام انداز کلام کے بالکل خلاف ہے
دیکھو خداوند کریم نے جہان انسانون کی متغیر اور متبدل اور غیر مستقل حالات کی تصویر کھینچی ہے
وہان ارشاد ہوا ہے کہ انسان لیوس کفود یعنی وہ نا اُمید ہونے والا اور ناشکرا ہے کیا
اگر اس ارشاد کو دیکھکر کوئی شخص یہ کہے کہ انسان کو شکر اور اُمید سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے
کیونکہ خدا نے اسے "یوس وکفور" کہا ہے تو ان کا یہ قول قابل تسلیم ہوگا، ہرگز نہین، کیونکہ
یہ سیاق کلام کا تقاضا ہے کہ جب اُسکی ناشکری کی تصویر کھینچی گئی تو اسکو یؤس وکفور کہا
جانا ضروری ہے، اسی طرح آنحضرت نے جہان بعض معاملات مین عورتون کو ناقص العقل

والدین بتایا ہے، وہان ان الفاظ کا استعمال ضروری تہا، اسکا یہ مقصد ہرگز نہین ہوسکتا کہ وہ ہر معاملہ مین ناقص العقل ہے، اگر ایسا ہوتا تو حضورؐ اسے دنیا کی بہترین پونجی نہ فرماتے۔

بعض لوگ ایک اور استدلال پیش کرتے ہین کہ عورتین چونکہ ناقص العقل ہین اسی لئے شارع نے انکو حکومت سے محروم رکہا، اس دعوی پر یہ حدیث استدلالاً پیش کیجاتی ہے، لن یفلح قوم ولّوا امرھم امرأۃ (وہ قوم کبھی فلاح یاب نہین ہوسکتی جس نے اپنا والی ایک عورت کو بنایا) یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے پوری حدیث دیکہنے سے واقعیت معلوم ہوتی ہے نسائی مین یہ روایت ان الفاظ مین مذکور ہے عن ابی بکرۃ لما ھلک کسری قال من استخلفوا قالوا ابنتہ قال لن یفلح قوم ولّوا امرھم امرأۃ (نسائی جلد ۲ صفحہ ۳۰۵)

یہ حقیقت مین اس عظیم الشان فتح کی پیشین گوئی تھی جو مسلمانون کو ملک ایران مین حاصل ہونیوالی تھی، ورنہ اگر محض عورتون کو حکومت سے محروم کرنا تہا تو نوشیروان کے جانشین کے متعلق آپ کیون سوال فرماتے۔

عورتون کی نبوت

یہ ایک عجیب وغریب مسئلہ ہے اور اسلئے زیادہ دلچسپ ہے کہ عام طور پر اسکا انکار کیا جاتا ہے، لیکن ہم اسکا اثبات کرنا چاہتے ہین، عورتون کے نقصان عقل پر ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی قائم کیجاتی ہے کہ انکو منصب نبوت سے محروم رکہا گیا ہے، یہ خیال اب اسقدر عام ہوگیا ہے کہ شاید بمشکل فیصدی ایک شخص بھی ایسا ملے جو ایک لمحہ کے لئے بھی عورتون کی نبوت کا تصور کر سکے، واقعہ یہ ہے کہ یہ کسقدر جرأت کی بات ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کسقدر حیرت انگیز امر ہے کہ عورتون کو اس زبردست منصب سے محروم رکہا جائے متقدمین مین علامہ ابن حزمؒ ہمارے اس خیال کے مؤید ہین، جو نہ صرف علوم دینیہ (فقہ وحدیث) کے ایک زبردست ماہر تھے بلکہ فلسفہ ومعقولات کے بھی متبحر فاضل تھے۔

خدا کی طرف سے جو لوگ مخلوق کی ہدایت کے لئے متعین ہوتے ہین انکی دو قسمین ہین ایک وہ جو صاحب شریعت ہوتے ہین اور ان پر کتابین نازل ہوتی ہین، انہین اصطلاح مین رسول کہا جاتا ہے، اور دوسرے وہ جو صاحب کتاب تو نہین ہوتے لیکن خداوند تعالی کے مقدس رسول (فرشتے) انکے پاس آتے تھے اور مختلف مواقع پر ہدایات اور تعلیمات دیجاتی تھے، یہ لوگ نبی کہلاتے ہین، اور اپنے ماسبق رسول کے پابند ہوتے ہین، قرآن مجید مین بعض عورتون کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کئے گئے ہین جن سے انکی نبوت کا پتہ چلتا ہے، اور چونکہ انکی عدم نبوت پر کوئی نصّ صریح موجود نہین ہے، اور قرائن نیز بعض نصوص سے اسکی طرف اشارہ ہوتا ہے، اسلئے یہ دعوی صحیح ہے کہ عورتین منصب نبوت سے بھی شرف یاب ہوئی ہین، مثلاً قرآن مجید مین حضرت مریم کا قصہ مختلف مقامون پر مذکور ہے اور تقریباً ہر مقام پر ایسے الفاظ موجود ہین جن سے آپکی نبوت کا ثبوت ملتا ہے ایک مقام پر ارشاد ہے اذ قالت الملئکۃ یامریم ان اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین فرشتون نے کہا اے مریم خدا نے تمہین برگزیدہ بنایا، پاک کیا اور تمام عالم کی عورتون پر ترجیح دی، اصطفا (برگزیدہ کرنا) کا لفظ اکثر انبیا کے لئے مستعمل ہوا ہے، ایک دوسرے موقع پر جب حضرت مریم اپنے مکان کے گوشہ مین غسل کے لئے گئین اور انہین ایک صورت نظر آئی، جب انھون نے اعتراض کیا تو اس نے (فرشتہ نے) جواب مین کہا انا رسول ربک مین تیرے رب کا فرستادہ ہون، کیا اس نوعیت سے ملائکہ عامہ مخلوق کے پاس بھی آتے ہین، ایک اور موقع پر کہا فارسلنا الیھا روحنا ہم نے انکے پاس اپنی روح (جبرئیل) کو بھیجا کیا یہ تصریحات اثبات نبوت کے لئے کافی نہین ہین، ایسے ہی حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے وحی کا لفظ بولا گیا ہے، حضرت مریم کے متعلق ایک اور شہادت بھی موجود ہے کہ

سورۂ مریم کے شروع مین اکثر انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور اُنکے متعلق ارشاد ہے واذکر فی الکتاب (کتاب مین دیکھو) اس ذیل مین حضرت زکریا، حضرت ابراہیم حضرت ادریس تمام انبیاء کا ذکر آیا ہے، پھر اگر مریم نبیہ نہ تہین تو انہین خاص ان الفاظ کے ساتھ تذکرۂ انبیاء کے ذیل مین ذکر کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔

علامۂ ابن حزم کی راے حسب ذیل ہے۔

فاما ام موسیٰ وام عیسیٰ وام اسحٰق فالقرآن قد جاء بمخاطبة الملئکة لبعضهن بالوحی والی البعض منهن عن اللہ عز وجل بالا بناء بما یکون قبل ان یکون وهذه النبوة نفسها التی لا نبوة غیرها فصحت نبوتهن بنص القرآن (دیکھو ملل ونحل جلد)

یعنی ام موسی، اُم عیسی، ام اسحق، قرآن مجید مین ان مین سے بعض کے ساتھ ملائکہ کا خطاب بتایا گیا ہے جو یک گونہ وحی ہے اور بعض کو خداے عز وجل نے آیندہ واقعات سے قبل وقوع خبردار کردیا اور نبوت مین بھی ہوتا ہے اسلئے یہ کہنا درست ہے کہ انکی نبوت قرآن سے ثابت ہے، (اور جب یہ ثابت ہے تو یہ محض غلط ہے کہ عورتین منصب نبوت سے محروم رکھی گئی ہین،

عورتون کا ثبات اسلام پر

یہانتک ہم نے جو کچھ بھی لکھا وہ اُن مذہبی مباحث کی چند اشارے تھے، جو جنس لطیف کے متعلق عام طور سے تشہور کئے جاتے ہین، اب ہم اس تصویر کا تاریخی رُخ بھی پیش کرنا چاہتے ہین تاکہ اندازہ ہو کہ یہ نازک مخلوق بھی تاریخ کے ہر معرکہ مصائب و آلام کی ہر آزمائش مین مردون کے دوش بدوش رہی ہے، ابتداے اسلام مین اگر مردون نے اپنے عزیز وطن کو ترک کیا تو عورتون نے بھی اُن کا ساتھ دیا، اگر وہ منکرین کے مقابلہ مین تیغ بکف ہوے تو اُنھون نے بھی مردانگی اور شجاعت کی داد دی۔ اگر خدا کے

پیارے بندون (مردون) نے اسکے سچے مذہب کی خاطر اپنی عزیز جانون سے دریغ نہین کیا تو صنف نازک نے بھی اسکے لئے بڑی سے بڑی قربانی کی، اگر اُنہون نے سخت سے سخت مصیبتین اُٹھائین اور اللہ احد کے نعرے بلند کئے تو اُنھون نے بھی زیر خنجر یہی پیغام سنایا۔

اصل یہ ہے کہ وہ مقدس نفوس جنکے مردہ تنون مین صور اسلام کے پہلے نفخہ سے روح پہونکی گئی وہ خداوندی آزمائش مین سب سے پہلے اُترنے والون مین ہین اُنہین جن تکالیف اور شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا کسی نبی اور داعی کے حوارئین کو ان مشکلات کا سامنا نہین ہوا اور اسی کا ثمرہ تہا کہ خداے قدوس نے اُنہین اپنی ساری زمین کا واحد خلیفہ بنادیا لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس شرف کے تنہا مستحق مرد ہین، بلکہ عورتون نے بھی خدا کی راہ مین وہی نمونۂ ثبات اور وہی جوش واستقلال دکھلایا جو مردون کی طرف سے ظاہر ہوا اور ایک حیثیت سے دیکھا جاے تو جنس لطیف کو بہت سی سابقات واولیات کا فخر بھی حاصل ہے جنکا تذکرہ "اولیات نساء" مین بہ تفصیل آئیگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا عجیب وغریب واقعہ انکے سیر مین تطویل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، غور کرو حضرت عمر جیسا جری شخص رسالت پناہ کے قتل کے ارادہ سے باہر نکلا ہے تلوار گلے مین حمائل ہے، راستہ مین ایک شخص ملا، پوچھا کہان جاتے ہو، حضرت عمر نے کہا مدعی نبوت کے قتل کا ارادہ ہے، اُس نے کہا پہلے گھر کی خیر منالو پھر دوسرے کی خبر لینا، یہ اُنکی بہن کے اسلام کی طرف اشارہ تہا، آپ بہن کے گھر گئے تھوڑی سی گفتگو کے بعد بہنوئی کو مارنا شروع کیا، اُنکے چھڑانے کے لئے بہن دوڑین، لیکن جوش غضب نے اُنکا کچھ بھی لحاظ نہ کیا وہ بھی چوٹ کھا گئین، چہرہ خون سے سرخ ہوگیا، کپڑے آلودہ ہوگئے لیکن آخری جملہ جو اس شجاع اور بہادر عورت کی زبان سے نکلا یہی تہا کہ عمر! جو کچھ بچا ہو کردیو وہ نشہ

انہین جسے ترشی اُتار دے، جب یہ گردن خدا کے احکام وقوانین کے طوق مین آگئی تو وہ علٰحدہ نہین کیجا سکتی (مدارج النبوت جلد۲ صفحہ ۲۹)

لبینہ حضرت عمر کی ایک لونڈی تہین انکے اسلام لانے سے قبل مسلمان ہوگئی تہین، حضرت عمر کا یہ حال تہا کہ اُنہین مارنا شروع کرتے، مارتے مارتے تہک جاتے تو بیٹھ جاتے اور اُن سے کہتے ذرا سستا لون تو اور مارونگا، لیکن اس قوی القلب عورت کا جوش لایق حیرت ہے، یہ جواب دیتین کہ اے آقا اگر تم اسلام نہ لائے تو معبود حقیقی بھی تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کریگا - اس جوش کے ساتھ یہ توکل بھی دیکھو کہ وہ اس دنیاوی اذیت کو برداشت کرتی تہین اور اُنہین یقین تہا کہ منعم حقیقی اُن سے اگر وہ اسلام نہ لائے تو انتقام لیگا -

بنو مخزوم کی ایک لونڈی جنکا نام زنیرہ تہا بدر اسلام مین ایمان لائین، قریشیون نے انکو ممکن سے ممکن تکلیف پہنچائی، ان تکالیف کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی آنکھون کی روشنی جاتی رہی، ابوجہل اُن سے کہا کرتا تہا زنیرہ! دیکھو لات وعزیٰ (بتون کے نام) کے غضب سے ایسا ہوگیا - تم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑا اور اُنھون نے تم کو اندہا بنا دیا - انھون نے جواب دیا یہ بےحس وحرکت مٹی کے تودے اور ہاتہ کی گڑہی ہوئی مورتین کیا جان سکتی ہین کہ انکی کون باطل پرستی پر ابتک قائم ہے اور کون حق کا مطیع ہوگیا، پھر جنکو یہ علم نہین وہ عذاب وثواب کیا دیسکتے ہین، آنکھون سے معذور ہوجانا ایک امر خداوندی ہے اگر اسکی مشیت ہو تو وہ پھر میری آنکھون کی روشنی کو واپس کرسکتا ہے، چنانچہ روایت مین آیا ہے کہ پھر اُسکی آنکھین روشن ہوگئین - (کامل ابن اثیر جلد۲ صفحہ ۲۷)

انہین خواتین مین جو آغاز اسلام مین اسلام سے مشرف ہوئین، حمنہ نامی بھی ایک خاتون تہین، یہ ایک قریشی کی خادمہ تہین وہ اُنہین شکنجہ مین کس دیتا اور کہانا پینا بند کردیتا

ان مصائب کے باوجود بھی اُنھون نے اپنے سچے دین سے اعراض نہین کیا حضرت ابوبکر نے زر فدیہ دیکر آزاد کرادیا -

ام حبیبہ بنت ابی سفیان جب اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کرکے حبشہ گئین تو اُن کے شوہر (عبد اللہ) نصرانی ہوگئے لیکن اُنہون نے اسلام کو ترک نہین کیا -

خواتین اسلام! یہ چند نظیرین جو آپکے سامنے پیش کیگئی ہین انہین غور سے پڑہیئے اور اندازہ کیجئے کہ یہ اُسوقت کے واقعات ہین جب اسلام کا کوئی حامی نہ تہا، فقر وفاقہ کا زور تہا مال ودولت کی کمی تھی، ہان انکے پہلو مین ایک مضبوط دل تہا جس نے انہین ان سب مصائب کے برداشت کرنے پر آمادہ کیا اور اُنہین تاریخ مین ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا، پس اب آپکا فرض ہے کہ اسلامی احکام مین اُسی طرح پختگی، استقلال، عزم اور ثبات پیدا کیجئے کہ تاریخ آپکی یادگارون سے پُر ہو، اور مسلمانون کی اس نکبت اور پستی کا خاتمہ ہو -

احکام اسلام کی پابندی

یہ وہ واقعات ہین جنمین خواتین کو قبول اسلام پر سخت سے سخت مصائب اُٹھانا پڑے مگر اُنکے پاے ثبوت کو لغزش نہین ہوئی، اب چند واقعات اس قسم کے نقل کئے جاتے ہین جنمین دکھایا جائیگا کہ خواتین اسلام نے اپنے مقدس مذہب کے احکام کی پابندی مین کیسے زبردست استقلال کا ثبوت دیا ہے، اور اُنکے مقابلہ مین اپنے فطرتی جذبات آرام وآسائش کو کس طرح نظرانداز کیا ہے -

شریعت مین حکم ہے کہ کسی کی موت پر نوحہ نہو، گریبان نہ چاک کیا جائے، بدن نہ نوچا جائے، جزع وفزع کی بجاے صبر سے کام لینا چاہیئے، عرب مین ان کا کثرت سے رواج تہا، یہانتک کہ سردار اور شیوخ قبائل اپنی موت پر گریہ وزاری کرنے کے لئے خاص طور پر وصیتین کرتے تھے، ہمارے ہندوستان مین اس حکم کی نافرمانی بڑی شد ومد سے

جاری ہے حالانکہ اسلام اسکی شدید ممانعت کرتا ہے۔

ام سلیم ایک بہت بڑی صحابیہ گذری ہین اُنکے شوہر کا نام ابو طلحہ تہا، ایکبار ان کا چھوٹا بیٹا ابو عمیر سخت بیمار رہوا، اتفاق سے ابو طلحہ ایک روز کسی کام کے لئے گہر سے باہر گئے اس اثنا مین ابو عمیر کا انتقال ہوگیا، انکی مان احکام کی بڑی پابند اور قوانین مذہب کی ترویج مین بہت سخت تہین، فوراً انکی لاش کو ایک مقام پر چھپا دیا، جب ابو طلحہ گہر واپس آئے تو پوچھا ابو عمیر کیسا ہے، ام سلیم نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ بالکل سکون ہے، تہوڑی دیر ٹہر کر پھر کہا کہ پڑوس مین ایک شخص نے مجھے ایک چیز عاریتاً لی تھی اب مین اُس سے طلب کرتی ہون تو وہ ناخوش ہوتا ہے، اُنہون نے کہا پڑوسی کی یہ حرکت عدل و انصاف کے بالکل خلاف ہے، اب ام سلیم نے اس راز کو فاش کیا اور ابو عمیر کے انتقال کی خبر دی، پھر اس طرح تسکین دی کہ دیکھو یہ ایک خدا کی امانت تھی جو ہمارے سپرد تھی جب اسکی طرف سے پیک اجل آیا تو ہمین بلا چون و چرا یہ امانت سپرد کردینی چاہیئے، اب اگر تم جزع فزع اور گریہ وزاری کروگے تو اُسی پڑوسی کی طرح یہ حرکت جادۂ انصاف سے ہٹ جائیگی، مین نے تم سے کہا تہا کہ بالکل سکون ہوگیا، اس سے مجھپر جھوٹ کا الزام نہ لگانا کہ انسان کے لئے موت سے زیادہ اور کونسی ساعت اطمینان کی ہوگی، ابو طلحہ نے یہ قصہ دربار رسالت مین عرض کیا، حضور نے بہت مسرت ظاہر فرمائی، اس قصہ سے خاص طور پر خواتین کو نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ اُن کے لئے اسمین عبرت و بصیرت کا ایک ذخیرہ ہے، اور پھر انہین ہندوستان کی رسم جزع و فزع کا استیصال نہایت سرگرمی سے کرنا چاہیئے، اُم سلیم کے اور بہت سے سبق آموز واقعات ہین جنکا تذکرہ انشاء اللہ مختلف عنوانون کے تحت مین آئیگا۔

ایکبار حضور نے ارشاد فرمایا لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ

عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلَی الزَّوْجِ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَیْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ کسی مسلمان عورت کے لئے یہ جائز نہین ہے کہ وہ کسی مردہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، شوہر اس سے مستثنیٰ ہین کہ اسکا سوگ چار مہینہ تک کیا جائیگا، اس زمانہ مین اس قسم کے جزئیات کا کون لحاظ کرتا ہے، لوگ عذر کرتے ہین کہ اعزہ و اقربا کی موت پر کیسے ہوسکتا ہے کہ برسون نہین تو کم سے کم مہینون تک بھی ان کا سوگ نہ کیا جائے، رنگے کپڑے نہ استعمال کئے جائین، بہرحال اسلامی قانون اسکی اجازت نہین دیتا، اُم المومنین ام حبیبہ کے والد ابو سفیان کا جب انتقال ہوا تو اُنہون نے تیسرے ہی دن رنگ منگا کر استعمال کیا، اور فرمایا کہ اگر ہمین نے حضور کی زبان فیض ترجمان سے یہ حکم نہ سنا ہوتا تو مجھے ایسا کرنیکی کوئی حاجت نہ تھی، دیکھو ام المومنین کے والد کا انتقال ہوگیا، ہندوستان کی رسمون کے مطابق کم سے کم سال بھر تک اس قسم کی مسرت کا اظہار نہ کرنا چاہیئے تہا، لیکن محض اس خیال سے کہ رسالت پناہ کا فرمان ہے اُنہون نے تیسرے ہی دن اپنے والد کی صفِ ماتم الٹ دی۔

معاذ عدویہ، ایک بار بیمار ہوئین لوگون نے نبیذ الجر علاج مین تجویز کیا، دوا لائی گئی، اُنہون نے اُسکا پیالہ اپنے سامنے رکھکر کہا کہ خداوندا! اگر عائشہ صدیقہ رضؓ نے مجھسے اس کی ممانعت کی حدیث نہ روایت کی ہوتی تو مین اسکا استعمال کرتی، یہ کہکر دوا کا پیالہ ڈھلکا دیا، اور خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہوگئین۔

دوا کے لئے ممنوعات کا استعمال اگرچہ شریعت نے جائز رکھا ہے، لیکن یہ اس صورت مین ہے جبکہ اسکے سوا کوئی دوسری دوا موجود نہو،

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب کا گذر ایک مجذوم عورت پر ہوا، آپ نے اُسے شارع عام پر بیٹھنے سے منع فرمایا تاکہ عام راہگیرون کو تکلیف نہو، امیر المومنین کی وفات کے

بعد ایک شخص اسکے پاس گیا اور کہا کہ تمہارا اسغ کرنیوالا وفات پاگیا اس نے جواب دیا
ما کنت لا طیعہ حیا و اعصیہ میتا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مین نے زندگی مین تو ان کی
اطاعت کی اور اب وفات کے بعد انکے حکم کی خلاف ورزی کرون" (مصفی شرح موطا صفحہ ۱۸۰)
دیکھو اس دانشمند عورت نے کس طرح نفاق کو دور کیا کہ اطاعت شعاری کا اصل مفہوم
یہی ہے کہ ظاہر، باطن، کھلے، چھپے، ہر حالت مین متابعت پیش نظر رہے، ان چند مثالون سے
واضح ہوگیا کہ مذہبی احکام کی پابندی مین عورتون نے کس درجہ مستعدی ظاہر کی اور ان
احکام کے مقابلہ مین ملک کی رسم و رواج وغیرہ کو پائمال کیا۔

مسلمان عورتون کا ایثار

جسطرح ان تمام خصائص مین جو قرون اولی کے مقدس نفوس مین موجود
تھے عورتین، مردون کے ہم پایہ تہین، اسی طرح اس وصف مین بھی اُنکا قدم کہین پیچھے نہین ہٹا۔
یہ وصف اس عہد کے خصوصیات مین سے ہے، قرآن مجید مین اسی طرف اشارہ ہے،
ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ وہ لوگ ایثار کرتے ہین اگرچہ اُنہین کسی قسم کی
اذیت ہی کیون نہو، اس راہ مین صنف نازک نے بعض وہ دشوار منزلین طے کی ہین کہ
جسکی نظیر مردون مین بمشکل مل سکتی ہے، اولاد کے محبت کے لئے عورتین مشہور ہین لیکن داعیٔ
اسلام اور اپنے سچے مذہب کی خاطر اُنھون نے اپنی اولاد کو نہایت فراخدلی کے ساتھ نذر
کیا ہے، ام سلیم جنکا قصہ تم اوپر پڑھ آئی ہو نہایت تنگدست تہین، جب رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لائے ہین تو ہر شخص نے بقدر وسعت خدمت
اقدس مین تحائف پیش کئے کہ یہ دن اُنکے لئے سب سے بڑی مسرت اور شادمانی کا تہا،
کیونکہ دنیا کی سب سے برتر اور بہتر نعمت آج اُنکی سرزمین مین ظاہر ہوئی تھی اور رسالت کا
آفتاب مدینہ کی گہاٹیون مین طلوع ہوا تہا، یہی وہ مبارک دن ہے جبکہ فرط مسرت سے

تمام مدینہ حضور کے استقبال کو اُمنڈ آیا تہا، لڑکیان جہوم جہوم کر پڑہتی تہین۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع　　وجبت الشکر علینا ما دعا للہ داع

(ثنیۃ وداع سے آج بدر طلوع ہوا جسکا شکر یہ ہم سب پر واجب ہے)

بہرحال ام سلیم بھی کوئی تحفہ پیش کرنا چاہتی تہین لیکن تنگدستی سے مجبور تہین بالآخر
اپنے صغیر السن بچے انس کو لاکر حضور کے سپرد کردیا کہ اسکو نذر کرتی ہون، خدمت مین رکھیئے
اور اسکے لئے درازی عمر و کثرت مال کی دعا فرمایئے، حضور نے آپکا یہ تحفہ بطیب خاطر
قبول فرمایا اور حضرت انس کے لئے دعا فرمائی، یہ حضرت انس وہی ہین جھنون نے دس
برس تک حضور کی خدمت کی، ایکسو تین برس تک زندہ رہے، اور حضرت عمر کے عہد
خلافت مین بصرہ کی حکومت پر فائز ہوے۔ کیا مذہب کے لئے اس سے بھی زیادہ کسی
ایثار کی حاجت ہے کہ ایک غریب عورت نے اپنے جگرگوشہ اور لخت دل کو داعیٔ
اسلام کے نذر کردیا۔

مغازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین یوم احد کو ایک خاص شہرت حاصل ہے،
یہ جنگ مختلف حیثیتون سے مسلمانون کے لئے ایک بڑی آزمائش تھی، مسلمانون کے مشہور
سردار اور عرب کے نامی پہلوان حضرت حمزہ نے اسی جنگ مین جام شہادت نوش
فرمایا، ہند بنت عتبہ کے غلام وحشی نے اُنہین نیزہ مارکر شہید کیا، اور اسی نے جنگ یمامہ مین
مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ کیا، اسکا یہ فقرہ بہت مشہور ہے کہ احد مین ایک ایسے شخص کو مارا جو سب سے
بہتر تہا اور یمامہ کی لڑائی مین اُسکو قتل کیا جو بدترین خلائق تہا۔

ہند بنت عتبہ نے سید الشہداء (حضرت حمزہ) کا مثلہ کیا یعنی کلیجہ نکال کر چبایا،
اور مختلف اعضا کو بدن سے جدا کردیا، ایسا غم انگیز اور حسرت افزا عالم تہا کہ انسان اسمین

بے اختیاری سے بے اختیار ہو جاتا، اسی لئے آپ نے منع فرما دیا تھا کہ حضرت صفیہ (آپکی پھوپھی) لاش کو نہ دیکھنے پائیں ورنہ ان سے ضبط مشکل سے ہوگا، جب حضرت صفیہ کو خبر ہوئی اور وہ اپنے بھائی کی لاش دیکھنے آئیں تو ان کے بیٹے زبیرؓ حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نبوی سنایا، لیکن حضرت صفیہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بھائی حمزہ کا مثلہ کیا گیا ہے، مجھے کیون روکتے ہو، حالانکہ کسی شخص کا خدا کی راہ مین اس طرح سے قربان ہونا ایک معمولی بات ہے، اس زمانہ کی عورتین ہوتین تو شور و شیون نالہ و فریاد سے آسمان چھلنی کر دیتین لیکن اس شیر دل عورت کے جبین پر بل تک نہ آیا، اسلام کی شان ہی یہی ہے کہ راہِ خدا مین جو مصیبت اور اذیت دیجائے اُسے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جائے، ع انچہ از دوست می رسد نیکوست۔

ایک انصاریہ کے تمام اعزا و اقربا ایک جنگ مین شہید کر ڈالے گئے، لوگون نے اُنھین خبر پہنچائی لیکن اُن کا پہلا سوال یہ ہوا کہ حضور بخیریت ہین، لوگون نے جب آپکی بعافیت ہونے کا مژدہ سنایا تو خوشی سے پھولی نہ سمائین اور کہا کہ جب نبی اکرم صلعم بخیریت ہین تو ایسی ہزار جانین اُن پر قربان کیجا سکتی ہین، اسی طرح جب آنحضرت صلعم جنگ احد سے صحیح و سلامت مدینہ منورہ تشریف لائے کیونکہ دوران جنگ مین حضور کو متعدد زخم لگے تھے تو سعد بن معاذ سردار انصار کی والدہ کبشہ بنت رافع دوڑتی ہوئی آئین اور قدمون پر گر پڑین پھر حضور سے عرض کیا کہ آپکی صحت اور سلامتی کے آگے سب چیزین ہیچ ہین، اُم سلیم نے اپنے شوہر کا مہر محض اسلئے معاف کر دیا تھا کہ اُنھون نے اسلام قبول کر لیا تھا، ان واقعات مین حضرت اسماء بنت ابی بکر کا واقعہ بہت دلچسپ ہے، جب رسالت پناہ نے مکہ سے ہجرت کا قصد کیا تو حضرت ابو بکر کے یہان آپکے لئے ناشتہ تیار کیا گیا، عجلت مین ناشتہ

باندھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملتی تھی، حضرت اسماء نے فوراً اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک سے ناشتہ باندھا اور ایک خود باندھا، اس تاریخ سے اُن کا لقب ذو النطاقین ہو گیا، یہ خاتون بڑی بہادر اور جوان مرد تھین، عبد اللہ بن زبیرؓ انھین کے بطن سے تھے، ان سب سے بڑھکر وہ عظیم الشان ایثار ہے جو امہات المومنین اور ازواج مطہرات نے ظاہر فرمایا، بعض ازواج نے حضور سے کچھ فرمائشین کی تھین، اسی بارہ مین یہ آیت نازل ہوئی،

یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلا و ان کنتن تردن اللہ و رسولہ والدار الآخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما

اے نبی تم اپنی ازواج سے کہدو کہ اگر وہ حیات دنیاوی اور متاع فانیہ کی خواہشمند ہین تو آؤ مین تمھین دون اور پھر چھوڑ دون، لیکن اگر تم خدا اور رسول اور دار آخرت کی خواہش رکھتے ہو تو یاد رکھو کہ خدا کے دربار مین اسکے لئے ثواب جزیل ہے، یہ امتحان کا بہت ہی سخت موقع تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو پہلے آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ مین تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہون اسکے جواب مین عجلت کی کوئی حاجت نہین ہے، والدین سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دو، اسکے بعد آپ نے واقعہ کی تشریح فرمائی، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ان معاملات مین والدین سے مشورہ کرنے کی کوئی حاجت نہین ہے، مین نے خدا اور رسول کو اختیار کیا، اسی طرح حضور ازواج مطہرات کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے حضرت عائشہ کے واقعہ کو بیان فرمایا، سب نے انکی تائید کی، اس مایۂ نازش مسلمان کے اس صحیح ارشاد کے بعد کیا ہم یہ دعویٰ نہین کر سکتے کہ جنس لطیف کے افراد نے بھی اسلام کی تاریخ مین اپنے ایثار کی بے نظیر اور عدیم المثال نمونہ یادگار چھوڑے ہین، یہ تو ازواج مطہرات کی کیفیت تھی، عام عورتین بھی اسکا ہر موقع پر لحاظ

رکہتی ہتین، چنانچہ سیدہ اسدیہ نے ایک بار حضور کی خدمت مین کسی مرض کی شکایت کی اور دعاے صحت کے لئے درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ اگر کہو تو مین تمہارے لئے دعا کرون اور تم اچھی ہوجاؤ لیکن اگر تم صبر و سکون سے کام لو تو خدا تمہین اجر عظیم دیگا، انہون نے فوراً عرض کیا کہ مین "اجر اللہ" کو اختیار کرتی ہون -

آنحضرت کی ایک پہوپہی کا نام اروی تہا، انکے ایک بیٹے کا نام طلیب تہا، وہ اسلام لائے تو ابوجہل اور دیگر سرداران قریش نے انکو ستونون مین باندھ باندھکر مارا، لوگون نے انکی مان سے اگر کہا کہ اگر یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت نہ کرتے تو ایسا نہوتا، لیکن انہون نے کبھی ان شکایتون پر کان نہین دہرا بلکہ فخریہ کہا کرتی ہتین، خیر ایامہ یوم یذب عن ابن خالہ اسکا سب سے بہترون وہی ہے جبکہ وہ اپنے ماموں زاد بہن کی حمایت کرتا ہے -

ان تمام روایات پر نظر ڈالو اور غور کرو کہ کیا یہ دعوی صحیح نہین کہ عورتین اس وصف مین نہ صرف مردون کے دوش بدوش ہین بلکہ کہین کہین انکے قدم آگے بڑہے ہین، زمانہ حال کی خواتین کو ان واقعات پر نظر اثر سے غور کرنا چاہیئے، کہ جسطرح انکے اسلاف نے دین کی خدمت اور مذہبی حمیت مین اس طرح ایثار سے کام لیا، اُسی طرح اُنہین اپنی قوم کی ترقی اور ڈوبتی ہوئی کشتی کو اچھالنے مین اپنی دماغی جسمانی قوت ایسے جوش و خروش سے صرف کرنا چاہیئے اور قومی خدمات مین اپنے مال و دولت کا ایک کثیر حصہ صرف کرکے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ اب بھی ہم مین وہی دینی حرارت اور حمایتِ قوم کا وہی جوش موج زن ہے نعم المولیٰ ونعم النصیرہ

مذہب اور دوائی مذہب کی محبت اور عظمت

اوپر کے صفحات مین تم پڑھ آے ہو کہ عورتون نے کس فراخدلی کے ساتھ اپنے جان و مال کو اسلام پر قربان کردیا، عنوان بالا مین بھی تمہین وہی تصویر نظر آئیگی، لیکن رنگ و ڈھنگ، تراش و خراش، لباس انداز نیا اور جداگانہ ہوگا تم دیکھوگے کہ جس مقام پر مذہب اور کسی فانی چیز کا مقابلہ آگیا ہے تو انھون نے نہایت لاپروائی کے ساتھ اس چیز کو ٹھکرا دیا، اور مذہب کے حکم کو اپنے سینون سے لگایا، جب انکے خاص اعزا و اقرباء نے پیغمبر اسلام کا مقابلہ کرنا چاہا اور اسکے لئے اپنے نسبی رشتون اور قرابتون کو شفیع لائے تو انہون نے نہایت بے باکی سے اُسے مسترد کردیا اور روحی فداہ صلعم کی عزت و عظمت کے برقرار رکہنے مین ایڑی چوٹی کا زور لگایا -

ابوسفیان ابوجہل کے بعد قوم قریش کے سردار مقرر ہوئے تھے، اُنکی بیٹی رملہ یعنی حضرت ام حبیبہ ازواج مطہرات مین داخل ہتین، حدیبیہ مین جو معاہدۂ صلح قریش اور مسلمانون مین مرتب ہوا تہا، اہل مکہ نے اُسے برقرار نہین رکہا، خدا کا یہ نور روز بروز بڑہتا جاتا تہا، اور مسلمانون کی شان و شوکت مین روز بروز ترقی ہوتی تھی، ابوسفیان کو خوف ہوا کہ شاید مسلمان موقع پاکر حملہ کردین، اِسلئے دوبارہ عہد مصالحت تازہ کرنے کیلئے وہ خود مدینہ منورہ آیا، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، غرض ایک ایک کرکے تمام صحابہ سے ملا، لیکن اسکی حمایت کے لئے کون آمادہ ہوتا، سب نے بالاتفاق انکار کردیا وہ چاہتا تہا کہ اُسکا کوئی حامی ہو تو دربار رسالت مین حاضر ہوکر شاید ایک مسلمان مسلمان کی سفارش کاربرآری کے لئے نافع اور سودمند ہو، ہوتے ہوتے خیال آیا کہ خود میری بیٹی حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین داخل ہے، اگر مین اسکے پاس جاؤن تو شاید پدرانہ محبت جوش مین آے اور یہ کام پورا ہوجائے، اس ارادہ سے وہ حضرت ام حبیبہ کے گہر چلا، اب تم خود فیصلہ کرو کہ برسون کا چھٹا ہوا باپ بیٹی سے ملنے کے لئے جارہا ہے، باپ کو جان کا خوف ہی

اور اسی لئے وہ بیٹی کے گہر جاتا ہے کہ اُسکی سعی سے دوبارہ مصالحت ہوجائے، اس صورت مین بیٹی کا کیا فرض ہوگا، سطحی اور ظاہری محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ دوڑکر باپ سے لپٹ جائے، فرط محبت سے روتے روتے ہچکیان بندھ جائین، اسکی خاطر و تواضع مین تن، من، دہن، سب تج دے، یہ بھی ملحوظ رکہو کہ ابوسفیان اس لشکر کے سردار ہین جو رسالت پناہ کی جان کا خواہان اور خون کا پیاسا تہا، وہ ان لوگون مین تہا جنکی اذیت دہی سے پیغمبر عرب صلعم نے اپنے وطن کو خیرباد کہا، بہرحال ابوسفیان ام حبیبہ کے گہر پہنچے، سامنے ایک بستر لگا ہوا تہا، ام حبیبہ نے باپ کی تعظیم و توقیر کے بجائے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس بستر کو اُلٹ دیا، ابوسفیان کو یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی، سبب پوچہا تو اُنہون نے کہا کہ تم میرے باپ ضرور ہو، لیکن افسوس کہ کفر کی آلائش سے ملوث ہو اور یہ بستر رسالت پناہ کا ہے جو شخص شرک کی نجاست سے آلودہ ہو وہ پیغمبر برحق کے بچھونے پر بیٹھنے کا حق نہین رکہتا،

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت عمر کو بھی پیش آیا تہا جب وہ اپنے بہن کے اسلام لانے کی خبر سُن کر اُنکے گہر گئے، اور کلام مجید کا وہ ٹکڑا اُن سے طلب کیا جو حضرت خباب ان کو تعلیم کررہے تھے، تو اُنکی بہن نے جواب دیا کہ اگر تم اس صحیفے کو اپنے ہاتہہ مین لینا چاہتے ہو تو جاؤ غسل کرآؤ کہ یہ کلام خداوندی ہے اسکی تعظیم و تکریم لازمی ہے، جب حضور کی وفات ہوئی تو ام ایمن زار زار روتی تہین، حضرت انس نے کہا کہ کیون روتی ہو (موت تو ہر ایک کے لئے ہے) ام ایمن نے کہا مین اسلئے نہین روتی کہ رسالت پناہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی - بلکہ مین اسلئے مضطرب ہون کہ آج دنیا سے سلسلۂ وحی ختم ہوگیا، اعزا و اقربا کی موت کا صدمہ کسدرجہ شدید ہوتا ہے لیکن دیکہو مسلمان خواتین نے مذہب کا

ان موقعون پر بھی کتنا لحاظ کیا، شہداے بدر کی خبر جب مدینہ مین آئی تو بہت سے گہر ماتمکدہ بنے ہوے تھے، لیکن حارث بن سراقہ کی ماں نے کہا کہ جب تک حضور تشریف لا دین، مین اپنے بیٹے کی موت کا غم نہین کرسکتی - مین آپ سے پوچھونگی کہ وہ اپنے اعمال کی بدولت جنت کا مستحق ہے یا عذاب خداوندی کا حقدار، اگر اس نے خدا کی خوشنودی حاصل کی تو اسکے لئے رونا نہ چاہیئے، کہ یہی اسکے حیات صالحہ اور اعمال حسنہ کا ثمرہ ہے، اور اگر وہ عذاب الٰہی مین گرفتار ہوا تو بیشک رونا چاہیئے کہ اپنی دائمی زندگی کو برباد کردیا - مذہب کی محبت اور دین کی عظمت کا اس سے بڑھکر اور کیا نمونہ پیش کیا جاسکتا ہی

شوہر اور بیوی کے تعلقات کتنے گہرے ہوتے ہین، خواتین اسلام کی مذہبی محبت ان پر بھی غالب آئی اور اس مضبوط رشتہ کو بھی توڑدیا، اسود عنسی نے جب دعوی نبوت کیا اور اسلامی فوجون نے اُسکا محاصرہ کیا تو مناسب طریقہ سے حملہ کرنے کی صورت اُسکی بیوی نے بتائی اور اسی کی امداد سے وہ قتل ہوا - آج ہمارے ملک مین کسقدر عورتین اپنے مذہب کی حقیقت سے واقف ہوتی ہین، اور وہ اس مستحکم اور مضبوط تعلق کو کہانتک واقعی طور پر سمجھتی ہین، جو انکے اور شریعت کے درمیان مین قائم ہے، کسی حکم شرعی کے متعلق اُن سے پوچھو تو یہی جواب دینگی کہ حکم خدا ہے (شواذ کا کچھ اعتبار نہین) لیکن اس زمانہ کی عورتین جانتی نہتین کہ ہمارے مذہب کی کیا نوعیت ہے، وہ اس سے خوب واقف نہتین کہ شریعت ہمارے لئے سہولت اور آسانی بہم پہنچاتی ہے کہ دشواریون اور مشکلات کا ایک ذخیرہ ہے، انہین اسکا علم تہا کہ خدا نے ہمارے لئے جو قانون مرتب کیا ہے وہ ہماری مصلحت کے موافق اور وسعت سے باہر نہوگا، چنانچہ امیمہ بنت رقیقہ نے جب حضور سے بیعت کا شرف حاصل کیا ہے تو احکام اور ان امور کی تعلیم کے بعد جنپر بیعت

لی جاتی تھی، آپ نے فرمایا فما استطعتن و اطقتن، ان تمام احکام مین وسعت اور طاقت شرط ہے، امیمہ نے فوراً عرض کیا اللہ و رسولہ ارحم بنا منا (خدا اور اسکا رسول ہمپر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے،) یہ جملہ شریعت غرا کا لب لباب اور پیغمبر خدا کی تلقین الدین یسر (دین مجموعۂ سہولت ہے) کی تشریح ہے، اور قرآن مجید کی اس آیت کی صدا سے بازگشت ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (خدا تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے دقت کا خواہان نہین) امیمہ کے جواب کی تفصیل یون سمجھو کہ روحی فداہ صلعم نے گو یہ کلمہ اپنے متبعین کی تسلی و تشفی کے لئے فرمایا ہے، لیکن ہمین اسکی کوئی حاجت نہ تھی اسلئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خداے برتر و توانا نے ہمارے لئے جو احکام مقرر فرماے ہین اور اسکے مقدس رسول کے پاک ارشادات کا خمیر رحمت و رافت ہے، اعمال و وظائف کی تعیین مین اُنھون نے ہماری وسعت اور طاقت کا بہتر سے بہتر اندازہ کرلیا ہے، اسی طرح ایک اور موقع پر چند عورتین بیعت کے لئے حاضر ہوئین، ایک عورت کے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے، حضور اس سے کچھ کبیدہ خاطر ہوئے، اس نے فوراً مجمع سے باہر آکر ہاتھون سے کنگن نکال کر پھینکدیئے، اور پھر آکر شرف بیعت حاصل کیا (سونے کا استعمال کرنا عورتون کیلئے جائز ہے لیکن آنحضرت صلعم کی کبیدگی کا باعث یہ ہوا کہ شروط بیعت مین یہ بھی تھا کہ عورتین تمام مال اپنی تمام دولت راہِ خدا مین بیدریغ صرف کردینگی) مکہ مین جب قریش کا سلسلہ اذیت زیادہ بڑھگیا تو آپ کچھ دنون کے لئے طایف تشریف لیگئے کہ وہان دعوت اسلام اور تبلیغ مذہب کا کام انجام دین، لیکن طائف والون کی بدسلوکی اہل مکہ سے بھی بڑھگئی، حضور کے پیچھے کتے چھوڑے جاتے تھے، بچون کو سکھا دیا گیا تھا کہ یہ مجنون ہے (نعوذ باللہ منہ) اسے پتھرون اور ڈھیلون سے زخمی کرو، اس حالت مین رقیقہ نامی ایک عورت نے

آپکی مہمانداری کی، اور خدا کے مقدس زمرہ (اسلام) مین داخل ہوئی، چند سطور پہلے حارث بن سراقہ کی مان کا تذکرہ کیا جاچکا ہے، اسی نوعیت کا ایک اور حیرت افزا واقعہ دیکھو اور غور کرو کہ جنس لطیف کو مذہب کے جام محبت نے کیسا سرشار بنا دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (سوتیلی لڑکی) حضرت زینب کے دو بیٹے یوم حرہ مین مارے گئے، حرہ کی لڑائی خود آپس کے مسلمانون مین ہوئی تھی، جسمین کثرت سے صحابہ شہید ہوئے تھے، ان دونون کی لاشین جب اُنکے سامنے لائی گئین تو اسلامی تعلیم کے مطابق انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر کہا کہ ان مین سے ایک تو گوشہ نشین تھا اُسے جنگ سے کوئی تعلق نہ تھا دوسرے نے مسلمانون کے مقابلہ مین تلوار اُٹھائی اور مارا گیا، اسلئے مجھے پہلے کی بہ نسبت دوسرے کی موت کا زیادہ غم ہے، کیونکہ خوف ہے کہ اسکا انجام بخیر نہین ہوا، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تنہا مکہ سے اپنے والدین کو چھوڑکر مدینہ ہجرت کرکے چلی آئین، وہ کونسی کشش تھی جو اُنہین کھینچ لائی، اسکا جواب بجز اسکے اور کیا دیا جاسکتا ہے کہ مذہب اور داعی مذہب کی محبت۔

اسی الفت مذہبی اور عظمت ملی کا نتیجہ تھا کہ عورتین نہایت آزادی کے ساتھ فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ادا کرنے مین کام لیتین، ایکبار حضرت عمر مسجد سے نکلے ایک عورت نے راستہ مین آکر سلام کیا اور کہا کہ اے عمر مین اسوقت سے جانتی ہون جب تم کو سوق عکاظ مین لوگ عمیر عمیر کہکر پکارتے تھے، آج تم امیر المومنین اور مسلمانون کے حاکم ہو، دیکھو رعایا اور محکومین کے معاملات مین خدا سے ڈرتے رہو اور اسکے قہر و غضب سے خوف کھاتے رہو۔

سمراء بنت نہیک ہاتھ مین کوڑا لیکر نکلتین اور جسکو خلاف شریعت کام کرتے

دیکھتین اُسے تازیانہ سے تنبیہ کرتین۔

یہی وہ چیز ہے جسکی ہم مسلمانون مین اب کمی ہے، کیا مبارک تہا وہ زمانہ جب بہادر اور شیر دل عورتین معاملات حق مین برسرِ راہ امیر المومنین کو ٹوک دیتین اور وہ سرِ تسلیم خم کردیتے، اور کیسے مقدس تھے وہ ایام جبکہ ہماری مائین اور بہنین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتین، تعساً تعساً لعفون الدھر وریب الزمان

عورتون کی جنگی خدمات

جنس لطیف نے فن حرب مین جو کمال پیدا کیا، میدان جنگ مین جو نمایان کام کئے، اعداے اسلام کے مقابلہ مین جس جوش وخروش سے بنرد آزمائی کی تاریخ کے صفحات اس سے رنگین ہین، بہت سی مثالین ایسی ملین گی جسمین فی الحقیقت فتح کا سہرا عورتون کی مردانگی اور شجاعت کو دیا جاسکتا ہے، ان کے نیزے ہمیشہ بلند رہے ہین، اور اُنکی تلوارین ہر معرکہ مین اپنی کاٹ دکھلاتی تہین، عورتون نے خدا کی راہ مین نہ صرف گردنین کٹوائین بلکہ وہ جنگ کے تمام لوازمات مین مدد اور اعانت کرتی رہین زخمیون کی ساخت پرداخت، مریضون کی نگہداشت، سپاہیون کا کہانا پکانا، پانی پلانا یہ تمام کام بڑی بڑی صحابیات اور اکثر اوقات خود ازواج مطہرات انجام دیتی تہین

یوم احد مین میدان حرب کو جاتے وقت حضور نے تمام عورتون کو حضرت حسان بن ثابت کے گڈہی نما مکان مین بھجوا دیا تہا، اور خود حضرت حسان اُنکی حفاظت پر متعین تھے، مدینہ منورہ مین یہودی آباد تھے، اتفاقاً ایک یہودی تفتیش حالات کی غرض سے وہان آگیا، حضرت صفیہ نے حسان بن ثابت سے اسکے دُور کرنے کے لئے کہا مگر انھون نے جرات نہین کی اسلئے وہ خود ایک لکڑی لیکر آگے بڑہین اور اسی سے مار مار کر اُس یہودی کا کام تمام کردیا، جنگ احد مین پہلے مسلمانون کے شکست کے آثار نمودار ہوئے،

کچھ لوگ بہاگ بھی گئے، جوش کے عالم مین عورتین مدینہ سے میدان جنگ کے چل کھڑی ہوئین انہی مین صفیہ بھی تہین، ایک نیزہ لیکر مجاہدین کی صف مین گُہس گئین، لوگون کو تنبیہ کرتین اور جہاد کی ترغیب دیتی تہین۔

اسی لڑائی مین ابن قمیہ نامی ایک شخص للکارتا ہوا نکلا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہان ہین، اگر آج مین نے اُن کا خاتمہ نہ کردیا تو مجھے موت نصیب ہو (نعوذ باللہ منہ) مصعب بن عمیر اور بہت سے صحابہ حضور کے سینہ سپر ہوگئے، اس جماعت مین ام عمارہ نامی ایک عورت بھی شامل تہین، یہ خاتون انتہا درجہ کی بہادر اور دلیر تہین، عین حالت جنگ مین اپنی پیٹھ پر مشک لادے لادے پھرتی تہین، اور پیاسون کو سیراب کرتی تہین، اس لڑائی مین اُنکے بارہ زخم لگے تھے، اسکے بعد عہد خلافت صدیق مین جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ ہوئی اسمین بھی اُم عمارہ نے شجاعت کے خوب جوہر دکہائے، حتیٰ کہ اُن کا ایک ہاتہ اسی جنگ مین کٹ گیا، علاوہ اُسکے گیارہ زخم بدن کے اور حصون مین لگے تھے، (ابن سعد جزو ۸ صفحہ ۳۰۴) کعبیہ زخمیون کی پرداخت کرتی تہین، اُنکے لئے مسجد مین شفاخانہ قائم کیا گیا تہا، اُم سلیم بھی جنگ احد مین زخمیون کی مرہم پٹی کرتی تہین، سپاہیون کو پانی پلانے کی خدمت بھی اُنکے سپرد تھی۔

حضرت عمر کے زمانہ خلافت مین رومیون کے ساتھ مقام یرموک پر نہایت سخت ہیبت ناک جنگ ہوئی، مسلمانون کی تعداد سے رومی چوگنا زیادہ تھے، حملہ مین مسلمانون نے پیچھے ہٹنا شروع کیا، اور ہٹتے ہٹتے عورتون کے خیمہ تک پہنچگئے، عورتون نے اپنے ہاتہون مین خیمہ کی بانس بلیان لے لین، اور ایک طرف رومیون پر حملہ کیا اور دوسری طرف ہٹتے ہوے مسلمانون کو روکا، باآواز بلند پکار پکار کر کہتی تہین کہ اگر تم نے پامردی سے کام نہ لیا

تو ہمارا منہ نہ دیکھنا، انکی اس جوانمردی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان اپنی جگہ پر جم گئے، اور اسطرح
جمے کہ رومیون کا خاتمہ کرکے اُٹھے، دوران جنگ مین اسماء انصاریہ نے ایک معمولی
لکڑی سے نو[9] کافرون کو قتل کیا، اسماء بنت ابی بکر کا یہ حال تھا کہ اپنے شوہر حضرت
زبیر کے گھوڑے کی باگ سے باگ ملائے ہوئے دشمنون کی فوج مین گھس گئین اور
صفین کی صفین پلٹ دین، حضرت زبیر جب وار کرتے تو اُسکے بالمقابل یہ بھی وار
کرتین، اور ہر وار مین ایک سرتن سے جدا نظر آتا ، اموئین کے عہد خلافت مین جب
حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو محاصرہ کرلیا تو یہ اپنی والدہ (اسماء) سے مشورہ کرنے کے لئے
گئے کہ اسوقت مجھے کیا کرنا چاہیئے، اسماء نے ایک بہت پرجوش تقریر کی اور بتایا کہ اے
میرے عزیز فرزند اپنے مصالح کو تم خوب سمجھتے ہو، لیکن اگر تمھین یقین کامل ہے کہ مین نے
جو راہ اختیار کی ہے وہ احکام ربانی اور حدود اللہ سے باہر نہین ہے تو تمکو ثابت قدم
رہنا چاہیئے کہ اگر مارے جاؤ تو درجۂ شہادت پاؤ، اور اگر اس جنگ سے تمہارا مقصد دنیا
طلبی، جاہ پرستی، اور حب سلطنت ہے تو یاد رکھو کہ تم سے برا کوئی نہوگا، خود اپنے کو
ہلاکت مین ڈالتے ہو۔ اور مخلوق خدا کو تباہ کردیتے ہو، بیشک تمہارا یہ عذر صحیح ہے کہ تم
تنہا ہو اور تنہائی کی حالت مین اطاعت کے سوا اور کوئی چارہ نہین، مگر یہ روش شریفون
کی نہین ہے، مجھے بتلاؤ کہ تم دنیا مین کبتک زندہ رہوگے، جب یہ یقینی ہے کہ موت کی
ایک ساعت معین ہے، جو گھٹ بڑھ نہین سکتی تو بہتر یہی ہے کہ دنیا مین نیکنام مرو۔
اس پرزور تقریر کو دیکھو کہ ہر ہر لفظ جذب واثر مین ڈوبا ہوا ہے، ہر فقرہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
مسلح اور ہتھیار بند فوج کا ایک دستہ ہے کہ اُنکے نیزون کی نوکین جگر کے پار ہوتی ہین۔

یہ نہین کہا جاسکتا کہ عورتین صرف مذہبی جوش کے سبب سے عین ضرورت کے

وقت شریک جنگ ہوجاتی تھین بلکہ وہ فنون حرب کی باقاعدہ مشق کرتی تھین وہ جنگون
مین ایک باکمال شمشیرزن اور قادر انداز کی حیثیت سے شریک ہوتی تھین، انکے نشانے
بالکل درست اور صحیح ہوتے تھے، چنانچہ ام ابان ایک خاتون کا شوہر جنگ دمشق مین
جنرل توما کے ہاتھ سے مارا گیا، اُنھون نے قصد کیا کہ مین اپنے شوہر کا انتقام خود اسی
جنرل سے لونگی، بہت سے مسلمان سپاہیون نے ان سے وعدہ کیا کہ ہم اپنے عزیز بھائی کا
انتقام رومیون سے لین گے، لیکن اس جوانمرد عورت نے کہا کہ مین خود انتقام لونگی، اور
اپنے حربہ سے توما کا خاتمہ کرونگی، دوسری بار جب لڑائی شروع ہوئی تو جنرل توما قلب
فوج مین نظر آیا، چارون طرف سے فوجون کے ٹڈی دل گھیرے ہوئے تھے، وہان تک
رسائی مشکل تھی، اسلئے ام ابان نے تیر کا نشانہ باندھا اور اس خوبی سے مارا کہ آنکھون مین
پیوست ہوگیا اور جنرل کا خاتمہ ہوگیا۔

ام حکیم نے جنگ اجنادین مین صرف ایک خیمہ کے بانس سے سات کافرون کو مارا،
خولہ بنت ازور ضرار مشہور سردار کی بہن تھین، جنگ انطاکیہ مین عورتون کے خاص رسالہ
کی سردار تھین، جنگ یرموک مین اُنھون نے بڑی بہادری دکھلائی، تبیع بنت معوذ خود
جہاد کرتین، سپاہیون کو پانی پلاتین، اور شہدا کو میدان جنگ سے اٹھاکر مدینہ منورہ
پہنچاتی تھین، بیعت عقبہ مین عورتون نے کافی حصہ لیا، عورتین خود اپنی بہنون کو ترغیب
دیتی تھین، چنانچہ غزوۂ بدر مین امینہ غفاریہ کی تحریک سے بہت سی عورتین شریک
جنگ ہوئین، خنساء بنت عمرو عرب کی مشہور شاعرہ گذری ہے، حضور ان کے اشعار خود
انکی زبانی سُنتے تھے اور بہت محظوظ ہوتے تھے، قادسیہ کی جنگ مین شریک ہوئین
انکے چار بیٹے بھی موجود تھے انکو بُلاکر خنساء نے ایک پرجوش تقریر کی اور سب نے

درجۂ شہادت حاصل کیا۔

بہرحال عورتون کی جنگی خدمات کا اگر مفصل تذکرہ کیا جائے تو ایک دفتر کا دفتر تیار ہوجائے لیکن مشتے نمونہ از خروارے، ان واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ ملک وقوم کی کسی خدمت مین پیچھے نہ ہٹتی تھین۔ ع اے تو مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم۔

عورتون کی برکات

شریعت اسلامیہ مین بہت سے احکام ایسے ہین جنکی بنا عورتون کی استدعا اور خواہش پر رکھی گئی ہے، اور ایسے متعدد مفید اور سودمند قانون وقواعد ہین جنکا سنگ بنیاد جنس لطیف نے رکھا ہے، ہندوستان مین اسوقت غیر قومون کے لوگون سے کتنی ضرورتین پڑتی ہین، آپس مین تحفہ تحائف بھیجے جاتے ہین، اور ایک کی طرف سے دوسرے کو ہدایا آتے ہین، غیر مسلمین کے ہدایا قبول کرنے کی رسم ایک عورت نے قائم کی، قتیلہ بنت عبد العزی پہلے حضرت ابوبکر کے نکاح مین تھین، چونکہ وہ اسلام نہین لائی تھین اسلئے صدیق اکبر نے اُنھین طلاق دیدی تھی، وہ ایکبار کچھ چیزین ہدیۃً لائین، لیکن غیر مسلم ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر نے انکار فرمادیا، قتیلہ نے ملول ہوکر حضرت عائشہ کے پاس آدمی بھیجا کہ اسکے لئے کیا سبیل ہو، آپ نے رسالت پناہ سے دریافت فرمایا اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی، لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم (اس آیت کریمہ مین غیر مسلمین کے قبول ہدایا کا حکم دیا گیا ہے)

آج ہم لوگ سفر وحضر مین نعمت تیمم سے کسقدر فائدے حاصل کرتے ہین، لیکن کیا کبھی یہ بھی سوچا گیا کہ اس عظیم الشان برکت کا نزول کس سبب سے ہوا، غزوہ بنی مصطلق کے سفر مین حضرت عائشہ کا ہار گم ہوگیا، لوگ جستجو مین مشغول ہوے، اس طلب وتلاش مین کافی وقت صرف ہوگیا، نماز کا وقت قریب آگیا، پانی مطلق نہ تھا، لوگ سخت پریشان

ہوئے، بعض لوگون نے حضرت ابوبکر سے آکر شکایت کی کہ اس مصیبت کا باعث حضرت عائشہ ہین، اسی موقع پر آیت تیمم نازل ہوئی، اسید بن حضیر نے کہا ماھی باول برکتکم یا آل ابی بکر (اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہین ہے) نزول آیت کے بعد ایک اونٹ کو اٹھایا گیا تو حضرت عائشہ کا کھویا ہوا ہار ملگیا، عصر نبوت مین حدیبیہ کی صلح کو کسقدر اہمیت دیجاتی ہے، اس صلح کی تکمیل ایک عورت کی راے سے ہوئی، عام صحابہ شرائط صلح سے کچھ افسردہ خاطر تھے، حضور نے اسی مقام (حدیبیہ) پر قربانی کرنے کا حکم دیا، لیکن لوگون نے تعمیل مین کچھ تاخیر کی، آپ ملول ہوکر خیمہ مبارک مین تشریف لے آئے، حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ آپ پہلے خود قربانی فرمایئے، تو خواہ مخواہ اور لوگ بھی تعمیل حکم کرین گے، آپ نے ایسا ہی عمل فرمایا، خیمہ سے باہر تشریف لائے، جانورون کو منگا کر ذبح کیا پھر تمام صحابہ نے قربانیان کین، وہ لوگ جو عورتون کو سیاسیات اور ملک کے نظم ونسق مین دخل دینے کی اجازت نہین دیتے، غور کرین کہ روحی فداہ صلعم نے کس طرح ایک عورت کے مشورہ پر عمل فرمایا، اور اس مشورہ نے اتنے بڑے اہم معاملہ کو باحسن وجوہ انجام تک پہنچادیا، فرائض کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ جب مرد اور عورت دونون کسی شخص کے ورثا مین جمع ہوجائین تو مردون کو عورتون کا دگنا حصہ دینا چاہیئے، اس قاعدہ کی بنیاد بھی ایک عورت کی درخواست پر قائم کیگئی۔

اوس بن ثابت کا انتقال ہوا، وفات کے بعد ان کے ابناء عم نے تمام جائداد پر قبضہ کرلیا، دو بیٹیان تھین لیکن اُنھین بھی ترکہ سے محروم رکھا، بیوی بھی بقید حیات تھین جنکا نام ام کحۃ تھا اُنھون نے دربار رسالت مین آکر شکایت کی اسوقت یہ فرمان نازل ہوا کہ للذکر مثل حظ الانثیین (مردون کو عورتون کا دگنا حصہ ملنا چاہیئے) ام ضمیرہ

ایک لونڈی بیٹھی ہیں، حضور کا ان پر گذر ہوا تو وہ زار و قطار رو رہی تھیں، آپنے دریافت فرمایا کہ کیون روتی ہو، اُنھون نے کہا کہ میرے مالک نے بیچتے وقت میرے لڑکے کو مجھسے جدا کر دیا، یعنی مجھے دوسرے کے ہاتھ بیع کیا، اور لڑکا کسی دوسری جگہ گیا، آپ نے اسی وقت سے یہ حکم نافذ فرمایا لایفرق بین الوالدۃ وولدھا ؟ (مان اور بچے کے درمیان مین بیچتے وقت تفرقہ نہ کرنا چاہیئے -

اکثر ایسا ہوا ہے کہ عورتون کی کوشش سے قبیلہ کے قبیلہ مسلمان ہوگئے ہین چنانچہ قبیلہ طے تمام کا تمام صرف ایک عورت کی کوشش اور دعوت سے اسلام لایا، صفیہ بنت حاتم قید ہوکر دربار رسالت مین آئین اور حضور سے عرض کیا کہ میرا باپ قیدیون کو زر فدیہ دیکر چھڑاتا تھا، اب مجھے شرم آتی ہے کہ مین اپنے آپکو روپیہ دیکر رہائی دلاؤن حضور کا رحم میرا شفیع ہے، آپ نے اُسے رہا فرما دیا، اور حاتم کے لئے دعا کی، صفیہ جب اپنے قبیلہ مین واپس آئین تو اُنھون نے نہایت بلند آوازی سے کہا کہ یہ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے اعراض کرتے ہو جو رحمت و رافت کا مجسمہ اور مہربانی کا دیوتا ہے، قبیلہ نے اسکی اس دعوت کو لبیک کہا اور خدا کے مقدس رسول پر ایمان لایا، اسی قسم کا ایک اور واقعہ بخاری کی کتاب التیمم مین مذکور ہے، عمران بن حصین بیان کرتے ہین کہ ایکبار ہملوگ سفر سے واپس آرہے تھے، راستہ مین پانی کی سخت تکلیف ہوئی اطراف مین دور تک کہین پانی کا نشان نہ تھا، ایک روز حسب ارشاد ہملوگ تلاش کے لئے نکلے، راستہ مین ایک عورت ملی جو پانی کی ایک مشک بھرے ہوے لئے جا رہی تھی، دریافت سے معلوم ہوا کہ یہان سے کامل ایک دن کی راہ پر پانی ملتا ہے اس عورت کو ہملوگ دربار مین لائے، آپ نے اس پانی کے لئے دعا برکت فرمائی

سب نے سیراب ہوکر پیا، اور پھر کچھ غلہ وغیرہ دیکر اُسے واپس کر دیا، یہ عورت جس قبیلہ سے تھی وہ ابتک اسلام نہ لایا تھا، لیکن قبیلہ مین جاکر یہ کہا کرتی تھی کہ مدعی نبوت یا تو ساحر ہے یا واقعتاً خدا کا پیغمبر ہے، مسلمانون کا یہ معمول ہو گیا کہ انھون نے اطراف کے تمام قبیلون سے نبرد آزمائی کی، لیکن اس قبیلہ سے کوئی تعرض نہین کیا، وہ عورت ان تمام معاملات پر غور کرتی تھی، بالآخر ایک دن اس نے اپنی دعوت کا اظہار کیا، اور اہل قبیلہ کو مخاطب بناکر کہا کہ تم نہین دیکھتے کہ یہ رحیم و مہربان قوم ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہے، کیا تم یہ نہین پسند کرتے کہ اسی مقدس زمرہ مین داخل ہوجاؤ، قبیلہ نے اس دعوت کو قبول کیا، اور تمام کا تمام اسلام سے مشرف ہوگیا -

ان کے علاوہ شخصی دعوتین اور انکے نتائج کی تو بکثرت مثالین ملتی ہین، مثال کے لیئے دو ایک نقل کئے جاتے ہین - سعدیٰ قریش کی ایک فصیح و بلیغ خاتون تھین، حضرت عثمان اُنکے بھانجے تھے، جب سرور کائنات نے مکہ معظمہ مین دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا تو حضرت عثمان ان سے مشورہ لینے کے لئے گئے، اور انہین کے موثر مشورہ کا نتیجہ تھا کہ عثمان ابن عفان مسلمان ہوے - عکرمہ بن ابی جہل جنھون نے عہد فاروق مین رومیون اور ایرانیون کے مقابلہ مین بڑی جوانمردی دکھائی، انکی بیوی اُن سے پہلے مسلمان ہوچکی تھین، عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گئے تھے، بیوی نے "رحمۃ اللعالمین" سے شوہر کے لئے امان طلب کی، پھر یمن گئین اور عکرمہ سے مل کر کہا کہ تم ایک ایسے شخص کے دامن سے بھاگتے ہو جو صلاح و تہذیب کا ایک نسخہ کیمیا اپنے ساتھ لایا ہے، پھر عام فتح مین لاکر انکو خدمت اقدس مین پیش کیا، حضرت انس کے باپ مالک کا جب انتقال ہوگیا تو انکی والدہ اُم سلیم نے دوبارہ نکاح کرنا چاہا، ابو طلحہ سے درخواست کی لیکن

انھون نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ وہ مشرک تھے، جواب مین کہا کہ تم ایسی مورتون کو پوجتے ہو جنکے قبضۂ قدرت مین نفع و نقصان کا کوئی حصہ نہین، اور مین ایک ایسی ذات کی عبادت کرتی ہون جسکی طاقت تمام طاقتون سے بالاتر ہے، میری تمہاری کیا نسبت، یہ جواب کچھ ایسے پرزور الفاظ مین دیا گیا کہ ابوطلحہ متاثر ہوے اور مسلمان ہوگئے۔

اولیات نساء اس عنوان کے تحت مین ہم ان چیزون کا تذکرہ کرنا چاہتے ہین جنمین صنف نازک کو مسابقت اور اولیت کا شرف حاصل ہے، ان اولیات مین سے بعض اس قسم کے ہین کہ اگر جنس لطیف کے نامۂ عمل مین اسکے سوا کچھ نہوتا تو یہ فضائل تاریخ اسلام مین عورتون کی میزان شہرت کو جھکانے کے لئے کافی ہین۔

(۱) پیغمبر خدا صلعم کی دعوت اسلام پر سب سے پہلے صداے لبیک صنف نازک کی طرف سے بلند ہوئی، کیونکہ یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئین۔

(۲) مسلمانون مین درجۂ شہادت سب سے پہلے ایک عورت نے حاصل کیا، انکا نام سمیۃ تھا، مشہور صحابی عمار ابن یاسر کی مان تھین، ابوجہل نے انھین شہید کیا تھا، اسد الغابہ مین ہے فھی اول شھیدۃ فی الاسلام (اسد الغابہ جزء ۵ صفحہ ۴۸۱)

(۳) کفار قریش نے جب حضور کے قتل کا ارادہ کیا ہے تو سب سے پہلے ایک عورت نے خبردار کیا (ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۳۵)

(۴) مسلمانون مین تابوت کا رواج سب سے پہلے ایک عورت اسماء بنت عمیس نے کیا، مہاجرین حبشہ مین سے تھین اور وہان عیسائیون مین یہ طریقہ مروج تھا، انھون نے اسلام مین داخل کیا، اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اگر کسی غیر قوم مین کوئی مستحسن عمل رائج ہو

تو اپنے ہان اسکی ترویج جائز ہے۔

(۵) ہجرت کے بعد سب سے پہلے آپکی مہمانداری ام معبد نامی ایک عورت نے کی۔

(۶) بحری جہاد کا شوق سب سے پہلے ایک عورت نے ظاہر کیا۔ رسالتمآب ام حرام کے گھر مین آرام فرما رہے تھے، خواب سے بیدار ہوئے تو تبسم فرماتے تھے ام حرام نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین نے اپنی امت کے چند آدمیون کو دریا مین جہاد کرتے ہوئے دیکھا ہے، انھون نے عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ مین ان ہی مین سے ہون، آپ نے فرمایا تم ان مین سے ہو، چنانچہ حضرت عثمان کے عہد مین جو مہم جزیرہ قبرس کو روانہ ہوئی اسمین یہ بھی شریک تھین، اور گھوڑے سے گر کر انھون نے جام شہادت نوش کیا۔

(۷) اسلام مین سب سے پہلا شفاخانہ عہد نبوت مین رفیدہ اسلمیہ نامی ایک عورت کے زیر نگرانی قائم ہوا جو خاص مسجد مین تھا۔

(۸) معجزات کی تصدیق سب سے پہلے ایک عورت (حضرت خدیجہ) نے کی۔

(۹) سونے کی عملی توہین کی ابتدا ایک عورت نے کی، کامل ابن اثیر مین ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے مدینہ مین ایک بیوہ عورت کے یہان اترے، انھون نے دیکھا کہ روزانہ ایک شخص آتا ہے اور کچھ دیجاتا ہے، ایک روز دریافت کیا تو اس نے کہا سہل بن حنیف اپنی قوم کے بت توڑ کر مجھے دیجاتے ہین اور مین انکو ایندھن بناتی ہون۔

مترجمات

علوم مشرقیہ اور مدارس یورپ

(۲)

مدارس

رومۃ کا اربینہ کالج صرف علوم شرقیہ کی نشر و توزیع کے لحاظ ہی سے اہم مرکز نہین گذرا ہے بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی سب سے زیادہ قدیم مرکز ہے، اسکی بنا پوپ غریغوریس نے سنہ ۱۵۷۶ء مین رکھی تھی، اسکے بعد دو مدرسہ اور ظہور مین آئے، جنکی بنا غریغوریس پانزدہم نے سنہ ۱۶۲۲ء اور اربانوس ہشتم نے سنہ ۱۶۲۷ء مین مبلغین کو طیار کرنے اور مشرقی دینی کتب طبع کرنے کے لئے جیسا کہ ہم نے قبل ازین ذکر کیا رکھی تھی، اور اسی سترہوین صدی مین ایک عربی مدرسہ لیڈن یونیورسٹی مین کھولا گیا، اور اسکے بعد ہی آکسفورڈ یونیورسٹی (انگلستان) مین بھی کھولا گیا جہان عربی زبان کے استاذ آجکل مشہور عالم مارگولیتھ ہین جنکے علم و فضل کا حال ناظرین مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے زبانی اخبارات مین پڑھ چکے ہین، پھر لیڈن مین بریل نامی ایک مطبع تمام دنیا کے طلبا کی عموماً اور یورپ کے طلبا کی اہم خدمات کے لئے خصوصاً قائم ہوا، اور اسمین یورپ و امریکہ کی کتب متداولہ کا زیادہ حصہ طبع ہوا، اور لیڈن کے گذشتہ استادون مین دی گوینہ ہین جو ایک مستشرق تھے، اُنکے جانشین آجکل عربی زبان کی کرسی پر سنوک ہرگرینہ ہین جو یورپ مین آجکل عربی کے قابل ترین عالم شمار کئے جاتے ہین، استاذ موصوف سے امریکہ مین تشریف آوری کے وقت ہمسے ملاقات

ہوئی تھی، عربی عمدہ بولتے ہین، بخلاف امریکہ کے استادون کے کہ وہ سمجھ تو لیتے ہین لیکن اچھی طرح بول نہین سکتے، ہرگرینہ نے یہ ملکہ مکہ و مدینہ کے قیام سے حاصل کیا ہے۔

اٹھارہوین اور انیسوین صدی مین یورپ کی اکثر یونیورسٹیون نے لیدن اور اکسفورڈ کی اقتدا کی اور عربی تعلیم اور اسکے علاوہ مشرقی زبانون کے لئے اساتذہ مقرر کئے گئے، حتی کہ آجکل بہت کم یونیورسٹیان ایسی ملین گی کہ جو فصیح عربی لکھنے پڑھنے والی جماعتون سے خالی ہون

در اصل ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم آگے چل کر بعض اہم تفصیلات ان مدارس کے بیان کرین جو خصوصاً مشرق کی زندہ زبانون کی تعلیم کے لئے صرف قرأت و کتابت کے لحاظ سے ہی نہین بلکہ عام و مروجہ لہجون کے استعمال و تکلم کے لحاظ سے قائم کئے گئے تھے، اور ہمنے جو کچھ کہ نقل کیا ہے اسمین زیادہ تر جرمنون کی سالانہ تہذیبی گائڈ منروا Minerva پر اعتماد کیا ہے۔

(۱) شاید سب سے پہلا مستقل مدرسہ جو یورپ مین زندہ مشرقی زبانون کی درس کے لئے قائم کیا گیا وہ ناپولی کا سرکاری مشرقی مدرسہ ہے جسکا نام Regio Intituto Orien tale ہے جسکی بنیاد سنہ ۱۷۲۷ء مین رکھی گئی اور سنہ ۱۸۸۸ء مین اسکی تجدید کیگئی، اس مدرسہ کے ہتمم آجکل گائڈو ڈیلی ہین اور اسکی تدریس کا دستور العمل چند جماعتون کے علاوہ لہجات عامیہ کی صرف، نحو، اور فصیح زبان کی تعلیم پر مشتمل ہے، اس مدرسہ مین علاوہ عربی زبان کے ان زبانون کی تعلیم بھی دیجاتی ہے: ترکی، فارسی، یونانی، البانی، امہاری، چینی، جاپانی، اور سکوبی، اور اسمین اسکے خاص موضوع اٹلی و مشرق کے تعلق پر بھی لکچر دیئے جاتے ہین۔

(۲) اس قسم کا دوسرا مدرسہ وہ ہے جسکی بنا وائینا (Viena) مین سنہ ۱۷۵۴ء مین ترجمہ قنصلان شاہی و شہنشاہی کے نام سے رکھی گئی، البتہ اس عالمگیر جنگ عظیم کے بعد شاہ اور

اور شہنشاہ کے ناموں کی محبت دلون سے زائل ہوگئی اور پادشاہ اپنے خطابون سے محروم کردیئے گئے تو اس مدرسہ کا نام بھی تبدیل ہوکر صرف "مدرسہ قنصلیہ" رہ گیا، اس مدرسہ کا مقصد جیساکہ اسکے نام سے ظاہر ہے قنصلون اور سیاسی معتمدون کو بلاد مشرق و مغرب مین خدمات سیاسیہ کے لئے طیار کرنا ہے، اور اسمین عربی، ترکی، فارسی، چینی، اور مسکوبی زبانون کی مع فرانسیسی، اٹالوی، جرمنی، اور انگریزی زبانون کے تعلیم دیجاتی ہے، اسکے کتبخانہ مین ۸۰۰۰۰ کتابین ہین، اور اس مدرسہ کے اُن آثار مین سے جو عربی کے عام لہجون کی تعلیم کے اہتمام پر دلالت کرتے ہین ایک جرمنی عربی کتاب ہے کہ جسکو اس مدرسہ کے ایک اساتذہ حسن المصری نے ۱۸۶۹ء مین تالیف کیا اور اسکا نام "احسن النخب فی معرفۃ لسان العرب" رکھا اور یہ ۲۶۶ صفحون پر مشتمل ہے، اسکے ٹائیٹل پر داہنی جانب لکھا ہے، تالیف حسن المصری مکاس العربی فی مدرسۃ الالسن الشرقیہ بمانیۃ الوین المحمیۃ"، اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے مصر کی مروجہ زبان کی تعلیم مین اپنا زیادہ تر وقت صرف کیا تھا، اس مدرسہ مین طلبا کی تعداد ۱۹۱۳ و ۱۹۱۴ء کہ جو قبل از جنگ کا آخری سال ہے، ۳۱ تک پہنچ چکی تھی۔

(۳) تیسرا مدرسہ بحیثیت قدامت کے پیرس کا وہ مشہور مدرسہ ہے جو بالخصوص مشرق کی زندہ زبانون کے مدرسہ کے نام سے معروف ہے، یہ مدرسہ حکومت فرانس کے خاص حکم سے ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء مین قائم کیا گیا، اسکا مقصد بھی قنصلون، مترجمون، عہدہ دارون اور مشرق مین تجارت کرنے والے اصحاب کو طیار کرنا تھا، یہ اپنے ابتدائی زمانہ مین عربی، فارسی اور ترکی زبانون کے اصولون کی تعلیم دیتا رہا، یہانتک کہ ۱۸۳۲ء مین اسکے لائحہ درس مین عام عربی لہجون کی تعلیم کا مع یونانی، ارمنی، سودانی، ہندوستانی، ٹامل،

چینی، جاپانی، سامی، انامی، جاوی، رومانی، اور مسکوبی زبانون کی تعلیم کے اضافہ کیا گیا، اسمین تعلیم مفت ہے اور اسکے دروازے عوام کے لئے کھلے ہوئے ہین، اس مدرسہ کا پرنسپل وزیر معارف پانچ سال کے لئے اسکے ارکانی اساتذہ مین سے مقرر کرتا ہے۔ اسکے کتبخانہ مین ۷۰۰۰۰ کتابین مطبوعہ اور ۷۰۰ قلمی ہین، اور ۱۹۱۴ء مین اسکے تلامذہ کی تعداد ۱۲۵ تھی جمنین سے ۵۰ قانون کے طلبا تھے۔

اس پیرس کے مدرسہ مین عربی کا پہلا استاذ مستشرق اعظم سالوستری ڈی ساسی تھا جس نے ۱۸۱۰ء مین اپنی کتاب "نحو اللغۃ العربیہ" شایع کی اور ۱۸۳۱ء مین اسکا دوسرا ایڈیشن طبع کیا اور اسی وقت سے یہ کتاب ابنائے یورپ کے لئے زبان عربی کی تعلیم کی سنگ بنیاد قرار پائی، باوجودیکہ وہ کتاب جسکو ڈی ساواری نے ۱۷۸۴ء مین تالیف کرکے حکومت فرانس کو پیش کیا اور اسکا نام "اصول اللغۃ العربیۃ العامیۃ والفصیحۃ" ہے (جسکا ذکر ہم پہلے کرچکے ہین) یہ بھی ڈی ساسی کی تالیف کے لئے اصلی دلیل راہ تھی۔ لیکن ساواری کی یہ کتاب ۱۸۱۳ء تک بعد وفات ساواری کے بھی شایع ہوسکی اور یہ زیر ادارت لانگلیز جو پیرس کے زندہ زبانون کے مدرسہ کے اساتذہ مین سے شایع ہوئی۔

اور ان لوگون سے کہ جن سے لانگلیز نے اس اہم کتاب کی تنقیح مین مدد لی میکائیل صباغ ہین جو اسی مدرسۂ لغات حیہ مین سے ہین، اور ہم میکائیل صباغ کو انکی اس کتاب سے جانتے ہین جو انہون نے لہجۂ مصریہ و شامیہ پر لکھی ہے، اور جسکو ثوربک نے جرمنی مین ترجمہ کیا اور جو ۱۸۸۶ء مین اسٹراسبرگ مین طبع ہوئی، اسکا نام "الرسالۃ التامہ فی کلام العامۃ والمناہج فی احوال الکلام الدارج تالیف میخائیل بن نقولا بن ابراہیم صباغ" اور یہ ۹۰ صفحہ کی کتاب ہے

کتاب ہے، مترجم نے اپنے جرمنی زبان کے مقدمہ مین بیان کیا ہے کہ میکائیل عکا مین سنہ ۱۷۸۲ء مین پیدا ہوا وہ فرانس کا اُسکے حملۂ مصر مین رفیق تھا، پھر یہان سے اُس نے پیرس ہجرت کی اور سنہ ۱۸۱۶ء مین مرا اور امریکہ کے استاذ واریل نے اُسی قبطی شمار کیا ہے۔

(۴) پیرس کے مدرسہ کے بعد مدرسہ لازارف اکیڈیمی ہے جو لغات شرقیہ کا مدرسہ شہر ماسکو مین ہے، یہ مدرسہ سنہ ۱۸۱۴ء مین قائم ہوا اور اسمین روس کے قرب وجوار کے شعوب وقبائل اسلامیہ کی زبانین سکھلائی جاتی ہین یعنی ترکی، تاتاری، فارسی، اور عربی، اس مدرسہ کے کتبخانہ مین ۴۳۰۰۰ کتابین ہین اور اسکا سال یکم ستمبر سے شروع ہوتا ہے، اور یکم جون کو ختم ہوتا ہے۔

گذشتہ صدی کے وسط مین اس مدرسہ مین عربی مدرس شیخ محمد عیاد الطنطاوی تھے، اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ سینٹ پٹرسبرگ کی شاہی یونیورسٹی کا ایک جز تھا جیسا کہ ہمکو اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے جو عربی کی تعلیم کے لئے طنطاوی نے لیپزگ مین سنہ ۱۸۴۸ء مین بعنوان "احسن النخب فی معرفۃ لسان العرب" شایع کیا، اُسکے ٹائیٹل پر یہ الفاظ درج ہین الشیخ محمد عیاد الطنطاوی معلم العربی فی مدرسۃ الالسن الشرقیہ والمدرسۃ الکبیرۃ الامپراطوریہ فی بطرسبورغ المحمیہ اس کتاب کو مولف نے روس کے وزیر خارجہ کے نام معنون کیا تھا اور اُسکی تعداد صفحات ۲۶۰ ہے۔

(۵) اسکے بعد ویانا کا مدرسہ عمومیہ ہے جسمین لغات ولہجات شرقیہ کی تعلیم دیجاتی ہے، اس مدرسہ کی بنیاد سنہ ۱۸۵۱ء مین رکھی گئی اور سنہ ۱۸۷۳ء مین دوبارہ اُسکی تنظیم کیگئی، اس کا مقصود خصوصاً عربی، فارسی، ترکی، سربی، مسکوبی، یونانی اور البانی زبانون کی تعلیم ہے سنہ ۱۹۱۴ء مین اُسکے طلبا کی تعداد ۲۱۲ تھی جنمین سے بعض عورتین ہیتین۔

(۶) سنہ ۱۸۸۷ء مین برلن مین وہ مشہور مکتب جو (Seminar Zur Orientaliche Sprachen) کے نام سے معروف ہے قائم ہوا یہی وہ مکتب ہے جسمین سے امریکہ کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد نکلی اور اسکا لائحۂ دروس جو تمام یورپ کے مدارس مین درجۂ اول دیتا ہے اور اُسکے آثار مین سے درسی کتب کا وہ سلسلہ ہے کہ جس سے ممالک متحدہ امریکہ مین دوائر شرقیہ کی جماعتین مدد لیتی ہین،

اس مدرسہ کے صدر مشہور شامی سیاح ڈاکٹر سخاؤ ہین، اور زبان عربی واسلام کے استاذ ڈاکٹر مارٹن ہارٹمن ہین جو دائرۃ المعارف الاسلامیہ Encyclopeadia of Islam کے مصنفین مین داخل ہین، اور جو پہلے بیروت مین جرمن قنصل تھے، اُسکے معلمین مین ہمین، احمد ولی کا نام ملتا ہے جو مصر کی عام زبان کے مدرس ہین اور امین معرکبس کا جو شامی زبان کے مدرس ہین۔

سنہ ۱۹۱۴ء مین اس مدرسہ مین مختلف جماعتین فصیح عربی، لہجات شامیہ مصریہ ومغربیہ اور فارسی، ترکی، ہندی، چینی جاپانی، حبشی وغیرہ وغیرہ زبانون کا درس حاصل کرتی تہین، اسکے کتبخانہ مین ۵۳۰۰۰ کتابین ہین اور اسکے طلبا کی تعداد سنہ ۱۹۱۹ء مین تقریباً ۴۰۰ تھی۔

(۷) سنہ ۱۸۹۱ء مین بوڈاپسٹ مین ایک شاہی اشروی کالج کی بنیاد مشرق کے علوم اقتصادیہ کی تعلیم کے لئے رکھی گئی، لیکن زمانۂ جنگ مین اُسکو شاہی کے لقب سے مجرد کردیا گیا اور اسکے بجائے حکومت (یعنی گورنمنٹ) کا لفظ بڑہا دیا گیا، اس مدرسہ کے ملحقات مین ایک مشرقی عجائب خانہ اور آوازِ لغات اجنبیہ کے صحیح تلفظ کے درس کے لئے ایک رصد خانہ ہے اسکے تلامذہ کی تعداد ۴۰ ہے اور اسکے دروس کے تکمیل کی مدت دو سال ہے۔

(۸) وقت تعلیم اور ضبط دروس کے لحاظ سے یورپ کے مدارس شرقیہ مین سب سے

زیادہ اہم ہیمبرگ کا مدرسہ استعماریہ (Hamburgisches Kolonialinstitut) ہے جسکی بنیاد آزاد شہر ہیمبرگ نے ۱۹۱۰ء میں جرمن نوآبادیون کی حمایت مین رکھی اور فی الحال وہ ایک ایسا نمونہ ہے کہ جسکی تقلید تمام دیگر مکاتب کرتے ہین، ۱۹۱۸ء مین اسکا نام تبدیل کرکے (Hamburgisches Welt-Wirtschaftsarchiv) رکھدیا گیا، مدرسہ کی غایت عہدہ دار، مشیر، تاجر، سیاح اور تمام ان لوگون، کو جو براہِ راست یا بالواسطہ جرمن سلطنت کی نوآبادیون کی توسیع سے تعلق رکھتے ہین، طیار کرنا ہے اور اسکے تین دائرے ہین:-

(۱) دائرۂ اسلامیہ

(۲) دائرۂ مشرقی ایشیا

(۳) دائرۂ افریقیہ،

اور ان مین سے ہر دائرہ کے لئے استاذ، مساعد، مدرس اور محب وطن ہین، اور یہ دائرے زیادہ تر مختبر صوتی[1] پر اعتماد کرتے ہین، اور یہ لغات افریقیہ کے مشہور عالم کارل مینہوف کے زیر ادارت ہے، اسمین الفاظ کی کیفیات اصلیہ اور لغات اجنبیہ مین گفتگو کرنے کی تعلیم دیجاتی ہے، اس مختبر مین پورا پورا سامان مہیا ہے، مدرسہ مین اساتذہ ہین جو غنا، اور خطابت کی تعلیم دیتے ہین اور اطباء ہین جو حلق کے امراض، دانتون کے امراض، فونوگراف

[1] عربی جدید مین دراصل "مختبر" اُسکو کہتے ہین جسکو انگریزی مین (Laboratory) کہتے ہین جو مختلف آلات وادوات کا وہ مجموعہ کہ جو مخصوص علوم وفنون مختلفہ کے جزئیات وکلیات کے تجربات ومشاہدات (Experiments) کے لئے آجکل بڑے بڑے متمدن شہرون مین یونیورسٹیون کے ساتھ ملحق ہوتا ہے یہان پر مختبر صوتی سے مقصود وہ لیبوریٹری ہے کہ جسمین تمام آلات متعلق بہ صوت ہون۔

اور شعاع رنتجن سے تعلق خصوصی رکھتے ہین، پھر شہر ہمبرگ کے تجارتی موقع نے اس مختبر کے مدیر پر یہ امر آسان کردیا ہے کہ وہ اُن نووارد افریقیون اور ایشیائیون پر تجربہ کرے کہ جنکو جہازات وہان برابر اُتارتے رہتے ہین اور یہ کہ وہ بول چال اور تلفظ سے استفادہ کرلے اور انکی آوازون کو ریکارڈ مین بھرلے تاکہ عند الحاجۃ اصلی الفاظ کی تکرار اور الفاظ مضبوطہ کی معرفت کے لئے استعمال کئے جائین۔

اسمین شک نہین کہ ہیمبرگ نے جرمنی کی سیاست خارجہ اور تجارت بلاد اجنبیہ کی جو خدمات انجام دی ہین ان کا اندازہ نہین کیا جاسکتا، اور اگر ہم یہ کہین تو مبالغہ نہوگا کہ تمام دنیا مین کوئی مدرسہ بھی علوم مشرقیہ کا عموماً اور افریقیہ کا خصوصاً ایسا موجود نہین ہے مدرسہ ہیمبرگ اپنے نظام تعلیم، وسائل تدریس اور اپنی کامیابی کے لحاظ سے اپنا نظیر آپ ہے ۱۹۱۳ء مین ہارفورڈ مین بھی کونکٹیکٹ نے جو منجملہ عمال ولایات متحدہ کے ہین اُسی کے نمونہ پر ایک مدرسہ قائم کیا جسکا نام کینیڈی اسکول آف مشن ہے۔

(۹) نوان مدرسہ جسکی تاسیس زندہ مشرقی زبانون کی تدریس کے لئے کیگئی وہ پیٹرو گراڈ کا مدرسہ مشرقیہ ہے، یہ مدرسہ ۱۹۰۹ء مین قائم کیا گیا، اور اسمین وہ جماعتین بھی ضم کیگئین جنکا انتظام ۱۹۰۶ء مین، جمعیۃ الدروس الشرقیہ امبراطوریہ نے کیا تھا اور اُسکے ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء کے اساتذہ کی فہرست مین ایک شامی استاذ کا نام ہمکو ملتا ہے جو عربی کا درس دیتے تھے، ان کا نام ب۔ انطاکی ہے، اور مدرسہ مین جیسا کہ ۱۹۱۹ء کے لائحہ دروس سے معلوم ہوتا ہے ایک دائرہ قنصلون کے طیار کرنے کا ہے اور دوسرا حربیہ ہے اور تیسرا تجاریہ اور اسمین ایسی جماعتین ہین جو اسلام اور شرائع مشرقیہ کی تعلیم سے تعلق رکھتی ہین، مدت تدریس ایک سال ہے جو دو حصون مین تقسیم ہے اور ۱۹۱۳ء مین اسکے طلبا کی تعداد ۱۰۲ تھی۔

یہان یہ اشارہ کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پٹروگراڈ کی یونیورسٹی مین ایک دائرۂ شرقیہ اور بھی ہے جسمین ایک روسی استاد عربی زبان کے اصول کا درس دیتا ہے -

(۱۰) سب سے آخری مدرسہ جو مشرق کی موجودہ زبانون کی تعلیم کے لئے قائم کیا گیا وہ لندن یونیورسٹی کا مدرسہ دروس الشرقیہ (The School of Oriental Studies) ہے، اس مدرسہ کی بنا ۲۳ - فروری ۱۹۱۷ء مین اس مقصد سے رکھی گئی کہ ان لوگون کو جو مشرق اور افریقہ کے سفر کا ارادہ تجارت کی غرض سے یا کسی تحقیقاتی مقصد سے یا ملازمت کی غرض سے رکھتے ہین، مشرقی و افریقی قبائل کی زبانون اور انکے عادات واطوار اور تاریخ وادیان کی تعلیم دیجائے، یہ ہی ایک نص صریح منجملہ اسکے ہے، کہ جو کچھ اسکے متعلق کتابت مین آیا ہے -

گذشتہ زمانہ مین انگریزون نے اس پیمانہ پر ایک مدرسہ قائم کرنیکی بارہا کوشش کی مگر ناکامیاب رہے، ۱۸۱۸ء مین ایک (Oriental Institute) ایسٹ انڈیا کمپنی کی مراعات کے تحت مین کھولا گیا، جو ہندوستانی زبانون سے مخصوص تھا لیکن آٹھ سال کے بعد وہ بند ہو گیا، پھر ۱۸۲۵ء مین ڈاکٹر رابرٹ مارسین نے ایک مکتب لنگویج انسٹیٹیوٹ کے نام سے قائم کیا لیکن یہ بھی تین سال سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا -

اور یہ تو معلوم ہے کہ کلیہ جامعہ (یونیورسٹی کالج) اور کلیۃ الملک (کنگس کالج) نے عربی کا درس دینا انیسوین صدی کے اوائل مین شروع کیا، اور کلیہ جامعہ مین ایک دائرہ ہے کہ جسکو مدرسہ لغات شرقیہ حدیثہ کے لقب سے پکارا جاتا ہے، اسمین عربی، فارسی، سنسکرت ہندوستانی، بنگالی، مرہٹی اور تامل زبانون کی تعلیم دیجاتی ہے -

اسکے گذشتہ اساتذہ مین جیسب الطون سلمونی مولف "قاموس عربی و انگلیزی" رہ

چکے ہین، اس قاموس کے ٹائیٹل پر آپکو مولف کے نام کے بعد یہ لکھا ہوا ملے گا، "استاذ اللغۃ العربیۃ فی المدرسۃ الکلیۃ فی لندن وفی مدرسۃ العلوم الشرقیۃ" :

لیکن انگریزی مین ایسی کتابین جو عربی زبان کی تعلیم کو انگریزون پر آسان کردینکی غرض سے لکھی گئین بہت قلیل التعداد ہین، اور ان مین سے بھی قلیل ترین وہ ہین جو عربی کے عام لہجون سے تعلق رکھتی ہین، ان مین سے ایک "اصول اللغۃ العربیۃ المحکیہ" ہے جسکو انگریزی مین احمد فارس الشدیاق نے ۱۸۵۶ء مین لندن مین لکھا تھا -

---

تلخیص و تبصرے

عربون کے کارنامے

رائٹ آنرایبل سید امیر علی کی انگریزی کتاب "ہسٹری آف دی سارسینس" کے طبع جدید کا ذکر گذشتہ نمبر کے اخبار علمیہ مین آچکا ہی ذیل مین ہم اس پر ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ کا ریویو درج کرتے ہین، جس سے اندازہ ہوگا، کہ یورپ کے اعلیٰ علمی حلقون مین اسلام سے متعلق کیا کیا خیالات ہین، اور ان غلط فہمیون کے رفع کرنے مین ہمارے ایک نامور ہموطن کی کوششین کس حد تک بارآور ہوسکی ہین،

ٹائمز کا ریویو نگار تمہید مین کہتا ہی، کہ مدت دراز سے یورپ کے نزدیک اسلام کا مفہوم صرف اس قدر ہی کہ وہ مٹے ہوئے تمدنون اور سسکتی ہوئی حکومتون کا رفیق ہی، اور محض انھین ضعیف وناتوان قومون اور حکومتون کا ملکی مذہب ہے، جنھین کامل بردباری سے یورپ کا دست محافظت محفوظ رکھے ہوئے ہے، وہ زمانہ جبکہ استنبول کے ترکون، وسط ایشیا کے تاتاریون، قرطبہ کے کوردون، اور بغداد کے عربون کا نام یورپ کی دہشت کے لئے کافی ہوتا تھا اب خواب وخیال ہو گیا ہی، اور آج جبکہ ہم زمانۂ حال کے مسلمانون کو قاہرہ، دمشق، بخارا، وغیرہ مین چلتے پھرتے دیکھتے ہین تو دل ہی دل مین خوش ہوتے ہین کہ فرزندان روم نے یہ بڑا احسان کیا کہ تمدن وآئین کو ناگفتنی ترکون اور جاہل تاتاریون اور مکار عراقیون کے پنجہ سے بچالیا،

اس کے بعد ریویو نگار لکھتا ہی، کہ ہمارے اس ناواجب قومی فخر وغرور کی اصلاح کے لئے ایک مفید نسخہ مسٹر امیر علی کی تاریخ عرب کا جدید ایڈیشن ہی، اونھون نے ثابت کر دکھایا ہے، کہ جن کارنامون کی بنا پر ہم اپنے تئین فخر وناز کا مستحق سمجھ رہے ہین اس کے حقدار مسلمان عرب تھے، درحقیقت،

"وہ عرب ہی تھے، جو روایات تمدن کے حامل رہے، جنھون نے مسیحی یورپ کے غیر مہذب قبائل کو امن دامان مین رکھا، جن کے نزدیک اہل مغرب وحشی و جاہل تھے، اور معقول وجوہ کی بنا پر فرنگیون کی مردانگی کو مے نوشی، بدعہدی جہالت، وحماقت کا نتیجہ قرار دیتے تھے"

غرض اُس وقت، یعنی قرون وسطیٰ مین صورت حال موجودہ زمانہ سے بالکل برعکس تھی، نہ صرف سیاسی وتمدنی حیثیت سے بلکہ علمی وذہنی حیثیت سے بھی،

"سائنس، علم، علمی اُصول پر زراعت، تعمیرات، جہازرانی، طب، ان سب کا وطن ارض ہلال تھا، درآنحالیکہ مسیحی یورپ ان سے بیگانہ تھا، اور یا برائے نام مانوس تھا"

یہ واقعات ایسے نہین، جو صرف کتابون کے اوراق مین مندرج پائے جاتے ہین، بلکہ ریویو نگار مُصنّف، کے حوالہ سے اپنے ناظرین کو بتاتا ہی، کہ متعدد علوم کی اصطلاحات آج تک عربی ہین، اور یورپ کی بڑی سے بڑی یونیورسٹیون مین علماء کے لئے جو لباس مقرر ہے، وہ صاف عربی لباس (عبا وجبہ) کی نقل ہی!

مصنّف نے خلافت عظمیٰ کی قوت واقتدار کی تفصیلی تاریخ بیان کی ہی، اور اس ضمن مین ریویو نگار خاص طور پر اس واقعہ کو نوٹ کرتا ہی، کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد سے سولھوین

صدی مین عثمانی سلطان سلیم کے عہد تک، جتنے فرمان روا اُن نے امیر المومنین ہونے کا دعوی
کیا، وہ سب کے سب

پیمبر کے اعزہ، بلکہ اکثر اُن کے آل مین سے تھے، خواہ وہ مدینہ مین ان کے سسرالی
اعزہ ہون، یا کوفہ کے علویہ ہون، یا دمشق و قرطبہ کے امویہ ہون، یا بغداد کے
عباسیہ ہون، یا قیروان و قاہرہ کے فاطمیہ ہون، یا اندلس کے ادریسیہ ہون،

ریویو نگار، مصنف کے حوالہ سے، اس حقیقت کو بھی درج کرتا ہی، کہ اسلامی سلطنت کے
زوال مین تاتاریون اور مسیحیون دونون کی مسلسل یورشون کو دخل تھا، چنانچہ اگر ہلاکو تاتاری
نے بغداد مین ۲۰ لاکھ مسلمانون کو قتل کر کے تمدن عراق کی بنیادین ہلا دین، تو تیرھوین صدی
عیسوی مین اسپین کے کیتھولک سلاطین نے بھی ۳۰ لاکھ مسلمانون کو قتل یا بے خانمان کرکے مغرب کو
ان کے وجود سے صاف کر دیا،

آخر مین ریویو نگار لکھتا ہی کہ

"قرون وسطی کے مسلمان اپنے عصر نیز بعد کے زمانہ کے کیتھولک عیسائیون
سے زیادہ روادار تھے، خلفاء مصر کے وزراء عیسائی ہوتے تھے، لیکن مسلمان
کی صورت تک سولھوین صدی کے مسیحی اسپین کو گوارا نہ تھی"۔

یو-پی ہسٹاریکل جرنل

کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ اس صوبہ مین پانچ چھ سال کے عرصہ سے ایک انجمن
یو پی ہسٹاریکل سوسائٹی کے نام سے قایم ہے، جسکا مقصد صوبجات متحدہ (اور ضمناً
ہندوستان) کے متعلق اثری، ادبی، جغرافی، لسانی، معاشری، غرض ہر قسم کی
تاریخی تحقیقات کرنا، اور اس مذاق تاریخی کی عام اشاعت کرنا ہے، انجمن کے صدر
صوبہ کے ایک ممتاز مستشرقانہ مذاق رکھنے والے سولیین مسٹر برن ہین، اور فہرست
ارکان مین انگریز اساتذۂ تاریخ کے علاوہ متعدد علم دوست و صاحب ذوق ہندوؤن
اور مسلمانون کے نام بھی نظر آتے ہین، مثلاً مولانا حبیب الرحمن خان شروانی، مولوی
نظام الدین حسن، مولوی عزت اللہ فرنگی محلی، جسٹس رفیق، مولوی حافظ احمد علیخان
(مہتمم کتب خانۂ رامپور)، آنرایبل مسٹر چنتامنی، پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر
لال نہرو، پروفیسر امرناتھ جہا وغیرہ اور ارکان اعزازی (آنریری ممبرز) مین سب سے
نمایان نام ایشیا کے مشہور عالم مشرقیات سر رام کرشن بھنڈارکر کا ہے۔

اس انجمن کی جانب سے ایک سہ ماہی رسالہ (جرنل) نکلنا بھی تجویز ہوا تھا
جیسا کہ مشہور تاریخی انجمنون کا عام قاعدہ ہے، لیکن افسوس ہے کہ قلت سرمایہ و
جمود قومی کے باعث رسالہ بجائے سہ ماہی نکلنے کے ہر ششماہی بھی نہین نکل پاتا
ہے، بلکہ کبھی کبھی پورا ایک سال ناغہ ہو جاتا ہے، تاہم وہ جب کبھی شائع ہوتا ہے

اکثر بلند پایہ و قابل قدر مضامین لیکر نکلتا ہے، ناظرین معارف کو یاد ہوگا کہ ۱۹۱۹ء مین حکیم مہدی، و محمد تغلق پر جو سلسلہ مضامین شائع ہوا تھا، اسکے آخر مین اسی تاریخی رسالہ (جرنل) کا حوالہ درج ہوتا تھا۔

حال مین اس رسالہ کا تازہ نمبر شائع ہوا ہے، جس پر مئی ۱۹۲۱ء کی تاریخ درج ہے، اس نمبر مین علاوہ روئداد انجمن اور استفسارات و جوابات وغیرہ کے مقالات ذیل شائع ہوئے ہین :-

(۱) صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ مین مقامات کے نام" از مسٹر پال وہیلی، یہ نہایت مفصل مضمون ہے، جو رسالہ کے تقریباً ۴۰ صفحون پر آیا ہے، اس صوبہ مین مقامات کے جسقدر مرکب نام ہین، اور جو کسی نہ کسی لاحقہ (suffix) سے مل کر بنے ہین، مضمون نگار نے ان سب کی فہرست دی ہے، اور الگ الگ ہر ایک کی وجہ تسمیہ بیان کی ہے، پھر ان مقامات کو انکی اصلیت کے لحاظ سے ہندو مقامات، اسلامی مقامات، انگریزی مقامات مین تقسیم کیا ہے، لواحق اسماء کی جو فہرست مضمون نگار نے دی ہے وہ نہایت مفصل ہے مثلاً پور (اکبر پور، علی پور، شاہ پور، گورکھپور، للت پور، رامپور وغیرہ) پورہ (راجپورہ، لال پورہ وغیرہ) پوری (مین پوری، کیل پوری وغیرہ) نگر (منصور نگر، اسلام نگر، رام نگر، جسونت نگر وغیرہ) گنج (علی گنج، قائم گنج، نواب گنج، بھارت گنج، مہاراج گنج، کپتان گنج، کرنل گنج وغیرہ) آباد (فیض آباد، الہ آباد، محمد آباد، ظفر آباد وغیرہ) گڑھ (اعظم گڈھ، علی گڈھ، مادھو گڑھ وغیرہ) گڑھا، (جیسے ضلع غازیپور مین مقام گڑھا) شہر (بلند شہر، انوپ شہر، مچھلی شہر وغیرہ) سرآے (مغل سرائے، کھیتا سرائے، وغیرہ) سرآے بحیثیت سابقہ (Prefix) کے (سرائے عاقل، سرائے محی الدین وغیرہ) یہ لاحقہ و سابقہ شہری

آبادیون سے متعلق ہے، آگے چلکر مضمون نگار نے اسی تفصیل کے ساتھ دیہاتی آبادیون کی بھی وجوہ تسمیہ بیان کیے ہین، اور لاحقون اور سابقون کی فہرست دی ہے، مثلاً گانون (دیوگانون، بڑاگانون، بانس گانون وغیرہ) کھیڑا (کنکر کھیڑا ضلع میرٹھ مین) ڈیہہ (کوٹھا ڈیہہ، سوڈیہہ وغیرہ) بہت (تال بہت، بالا بہت وغیرہ) بھیت (پیلی بھیت) چل (بندھیا چل) کوٹ (چریا کوٹ، شیر کوٹ، چتر کوٹ وغیرہ) لار (ضلع ہمیرپور مین سیولار) گھاٹ (راج گھاٹ، لوہا گھاٹ وغیرہ) ہاٹ (یان ہاٹ، انبا ہاٹ وغیرہ) سوت (ام سوت، ضلع بجنور مین) کنڈ یا کنڈی (مرکنڈی ضلع باندہ مین) پوکھر (رانی پوکھری، راج پوکھری) جھیل (نوح جھیل، لاکھن جھیل) تال (ذمنی تال، بھیم تال وغیرہ) کنوان (لال کنوان، مرکنوان) تھار (اسوتھار ضلع فتحپور مین) تھانہ (بھرتھانہ ضلع اٹاوہ مین) کھیت (رانی کھیت، ضلع کمایون مین) باغ (رانی باغ وغیرہ) باڑی (آم باڑی ضلع ڈیرہ دون مین) سال یا سار (کھنڈ سال یا کھنڈ سار) بن (دھابن، دیوبن، برندابن وغیرہ) پراگ (کرن پراگ، رودرپراگ وغیرہ) دوار (ہردوار، ٹھاکر دوارہ وغیرہ) پت (باغ پت ضلع میرٹھ مین) ایسر (ٹبیسر، جلیسر، گڑھ مکتیسر) ناتھ (بدری ناتھ، کوارناتھ، سارناتھ) وغیرہ۔

مضمون نگار کی کاوش و تفحص مین کلام نہین، پھر بھی اس نے مقامات کی جو فہرست دی ہے، وہ جامع و مکمل کسی معنی مین بھی نہین کہی جاسکتی۔

(۲) "بلند دروازہ فتحپور سیکری کے عربی کتبہ کی تحقیق" از ڈاکٹر دی، اے، اسمتھ، ایم اے، ال ال ڈی۔

فتحپور سیکری مین اکبر کا تعمیر کرایا ہوا جو بلند دروازہ ہے، اس پر یہ کتبہ درج ہے

قال عیسیٰ علیہ السلام الدنیا قنطرۃ فاعبروھا ولا تعمروھا ؟ مشہور مورخ ہند ڈاکٹر

مستشرق نے اس مضمون مین ایک طویل بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے، کہ یہ کتبہ برہانپور کے اس کتبہ سے ماخوذ ہے، النظر والی اهل القبور فاعتبروا یا اولی الابصار بما قبل غفلة الکرام حسرة الاموات، قال عیسیٰ عم الدنیا قنطرة فاعبروها ولا تعمروها۔

حضرت مسیحؑ کا یہ مقولہ انجیل مین موجود نہین" مضمون نگار کا خیال ہے کہ حضرت مسیحؑ کے بیسیون ایسے اقوال دور اول کے صوفیۂ اسلام مین مشہور تھے، جو انجیل مین درج نہین، چنانچہ یہ کلام مسیح بھی غالباً حضرت حسن بصری رح کی وساطت سے عام مسلمانون مین شائع ہوا ہے، مضمون نگار کے نتائج و قیاسات صحیح ہون یا نہ ہون، لیکن مضمون بہر نوع کافی دلچسپ ہی۔

(۳) "جاین مذہب کی دو برہمی عورتین" از مسٹر دیارام ساہنی، ایم اے۔

(۴) "بنارس کی مورتون پر نوٹ" از مسٹر بی، سی بھٹاچارجی۔

(۵) "کمپنی کے عہد حکومت بن صوبہ متحدہ مین وصول محصول کے قواعد" از مسٹر ڈیور۔

ان مین سے ہر مضمون اپنی اپنی جگہ پر پُر معلومات و قابل مطالعہ ہے۔

اخبار علمیہ

شہر جنیوا (اٹلی) کے مرکزی طبی کالج مین ایک مجروح القلب شخص لایا گیا، جس نے خودکشی کرنا چاہی تھی، اور اپنے قلب مین خنجر بھونک لیا تھا، لیکن یہ مر نہین سکا تھا بلکہ صرف بیہوش ہو گیا تھا، اور اسی غشی کے عالم مین شفاخانہ لایا گیا، یہان کے ڈاکٹر نے بکمال بیجگری اسکا قلب سینہ سے نکال لیا، اور وہ شخص فی الفور مر گیا، طبی کالج کے طلبہ نے اسپر سخت شور برپا کیا کہ ایسا قسی القلب ڈاکٹر اس قابل نہین کہ اُسے اسکے عہدہ پر برقرار رہنے دیا جائے اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر ڈاکٹر کو اپنے عہدہ سے استعفا دیدینا پڑا۔

آغاز جنگ کے وقت (۱۴-۱۳ء مین) برطانوی یونیورسٹیون مین طلبہ کی مجموعی تعداد ۲۲۳۳۴ تھی، اختتام جنگ پر (۲۰-۱۹ء مین) اُنکی تعداد ۳۶۴۲۴ نکلی، گویا ۱۴۰۹۰ کا اضافہ رہا، مگر اس سے عام طلبہ کی تعداد مین اضافہ کا نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے، اسلئے کہ پورے ۱۷۰۰۰ کی تعداد ان لوگون کی ہے جو فوج سے واپس ہو کر کالجون مین داخل ہوئے ہین،

برطانوی حکومت کے ہر ملک کے طلبہ کی تعداد مین حسب ذیل اضافے ہوئے ہین۔

	۱۴-۱۳ء	۲۰-۱۹ء
انگلستان	۱۰۸۰۸	۱۹۸۲۹
ویلز	۱۲۳۰	۲۴۷۳
اسکاٹ لینڈ	۸۴۱۹	۱۰۹۹۲
آئرلینڈ	۱۸۷۷	۳۱۳۰
	۲۲۳۳۴	۳۶۴۲۴

ہمارے ہموطن اس خبر کو یقیناً مسرت سے سُنین گے کہ پیرس کی مشہور "انجمن شرقیہ" نے جو نامور مستشرق مسیو سینارٹ کی صدارت مین قائم ہے، ٹیگور کے مدرسہ شانتی نیکتن، (بولپور) کو ساڑھے تین سو فرنچ کتابون کا تحفہ پیش کیا ہے، یہ سب کتابین بلند پایہ لٹریچر سے متعلق ہین۔

گذشتہ اپریل مین کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) کے طلبہ و اساتذہ نے ایک مخصوص شب "ہندوستان کی قومی شب" کے نام سے نامزد کی، اور اس شب کو ہندوستان ہی کے متعلق ہر قسم کے مذاکرے رہے، پروفیسر شیپارڈ (تاریخ) پروفیسر سیلگمین (اقتصادیات) اور پروفیسر جیکسن (ایرانیات) وغیرہ نے مختلف عنوانات پر تقریرین کین،

ولایتی اخبارات و رسایل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت متعدد فرزندان ہند مغربی ممالک مین مختلف حیثیات سے مادر وطن کی علمی خدمات انجام دے رہے ہین، مسٹر امبالال مہتہ نے پیرس مین ایک انجمن ہند قائم کی ہے، جسکا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی طلبہ کو فرانس کی تعلیمی، طبی، صنعتی، ادبی ہر قسم کی درسگاہون سے متعلق معلومات فراہم کیے جائین، اور اُنکے داخلہ مین سہولتین بہم پہنچائی جائین، پروفیسر بنوائے کمار سرکار جو عرصہ دراز سے فرانس مین مقیم ہین، اکثر اہم علمی خدمات انجام دیتے رہتے ہین، انکی انگریزی کتاب "فنون لطیفہ ہند" کے اقتباسات فرنچ زبان مین بکثرت شایع ہو چکے ہین، گذشتہ فروری مین اُنھون نے انجمن شرقیہ کے سامنے "ہندو شاعری مین فنون لطیفہ" کے عنوان سے ایک لکچر دیا، جسے بعض فرنچ اخبارات نے پسندیدگی کے ساتھ اپنے کالمون مین

جگہ دی۔ اسکے بعد اپریل مین اُنھون نے وہان کی ایشیاٹک سوسائٹی کے سامنے "ہندوستان اور سوشل سائنس" (علم المعاشرت) کے عنوان پر لکچر دیا، نامور مستشرق مسیو سینارٹ صدر جلسہ تھے، اور حاضرین مین اسلامیات، ہندیات و شرقیات کے متعدد ماہرین موجود تھے۔

فرانس کے بعد ہمارے برادران وطن کی علمی سرگرمیون کا مرکز امریکہ ہے، بمبئی کے ایک نوجوان مسٹر سکھتنکر نے جو برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر آف فلاسفی ہین، نیویارک کے ایک علمی مجمع کے سامنے جرمن زبان مین "ہندوستانی شاعری، اور اسکا اثر جرمن شاعری پر" کے عنوان پر لکچر دیا، اسی طرح ایک دوسرے علمی مجمع کے سامنے ایک بنگالی فاضل پروفیسر تارک ناتھ داس نے انگریزی زبان مین "تاریخ ہند کے دور جدید کا طلوع" کے عنوان پر تقریر فرمائی، سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ امریکہ شمالی کے دار السلطنت میکسیکو مین انگریزی زبان کا ایک اسکول قائم ہوا ہے جسکے صدر مدرس ایک بنگالی دھرندر ناتھ سین ہین، ان سے امریکی طلبہ انگریزی زبان کی تحصیل کرتے ہین۔

ہندوستان کی تازہ ترین سرکاری یونیورسٹی ڈھاکہ یونیورسٹی ہے، جو یکم جولائی سے قانوناً وجود مین آئی ہے، اُسکے وایس چانسلر ڈاکٹر ہارٹگ کا سالانہ مشاہرہ ۸۰۰۰۰ للعہ قرار پایا ہے! اس گرانقدر مشاہرہ کے مقابلہ مین دوسرے ممالک کی بعض یونیورسٹیون کے افسران اعلیٰ کے مشاہرون کے اعداد پر نظر رکھنا خالی از نفع نہوگا:-

پریسیڈنٹ امپریل یونیورسٹی، جاپان، ۱۰۵۰۰ روپیہ سالانہ

وائیس چانسلر، اڈنبرا یونیورسٹی،	۲۴۱۵۰ روپیہ سالانہ
وائیس چانسلر، ابرڈین یونیورسٹی،	۲۲۵۰۰ "
وائیس چانسلر گلاسگو یونیورسٹی	۳۰۰۰۰ "

پروفیسر ایڈورڈ براؤن، مصنف "تاریخ ادبیات ایران" جنکی شہرت کسی مزید تعارف و توصیف کی محتاج نہین، کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ وہ نہ صرف عربی و فارسی زبانون کے محقق بلکہ فنِ طب کے بھی عالم ہین، اور ایم، ڈی کی ڈگری رکھتے ہین، نومبر ۱۹ء اور نومبر ۲۰ء مین اُنھون نے طبی کالج کے سامنے طب یونانی (عربی) پر لکچر دیئے تھے اب ان لکچرون کا مجموعہ (Arabian Medicine) "طب عربی" کے نام سے کتابی صورت مین شایع ہو رہا ہے، اس کتاب مین یہ دکھلایا گیا ہے کہ طب یونانی پر مسلمان اطبا کے کسقدر گرانقدر احسانات ہین ۔

قلب انسانی کی شرح حرکت اوسطاً فی منٹ ۷۵ بار ہے، اس حساب سے فی گھنٹہ اسکی ضربات کا شمار ۴۵۰۰، فی یوم ۱۰۸۰۰۰، اور فی سال ۳۹۰۰۰۰۰۰ ہوتا ہے اور ہر انسان کا اوسط عمر اگر ستر سال کا رکھا جائے تو ہر انسان کی ضربات قلب کا تخمینہ دو ارب ۷۰ کرور ہوتا ہے!

قلب انسانی جو ہر وقت خون بنانے اور اُسے اعضاء جسم مین پہنچانے مین مصروف رہتا ہے، اُسکا بنایا ہوا خون فضا مین جسقدر جگہ گھیر سکتا ہے اسکا اندازہ اعداد ذیل سے ہوگا:-

ایک ضرب پر،	خون کی مقدار،	۱۰ مکعب انچ جگہ گھیر سکتی ہے،		
فی منٹ (۷۵ ضربات پر)	"	۷۵۰	"	"
فی گھنٹہ	"	۴۵۰۰۰	"	"
فی یوم	"	۱۰۰۰۰۰۰	"	"
فی سال		۳۹۲۰۰۰۰۰۰	"	"

مذکورہ بالا اعداد کے حساب سے اگر ہم اس کل مقدار خون کو یکجا رکھنا چاہین جو قلب انسانی ایک سال مین خارج کرتا رہتا ہے تو اسکے لئے ایسی عمارت کی ضرورت ہوگی جو ۱۶۱ فٹ بلند، ۱۶۱ فٹ طویل، اور ۱۶۱ فٹ عریض ہو، اور اگر اسکے لئے مینار تیار کرنا چاہین تو اسکی بلندی ۱۱۵ فٹ سے زاید ہوگی، اور قطر ۵۰ فٹ کا رکھنا ہوگا! پھر اگر اس ساری مقدار خون کو یکجا کرنا چاہین، جو موجودہ انسانی آبادی ایک سال مین تیار کرتی ہے تو اُسکے لئے ایک ایسی ہیبت ناک و سر بفلک عمارت تیار کرنا ہوگی جسکے سامنے ہمالیہ کی بلند ترین چوٹیان بالکل حقیر معلوم ہونگی، یعنی اسکی بلندی ۷۲۸۴۰ فٹ رکھنا ہوگی، اور طول و عرض بھی اُسی قدر ہوگا۔

پونہ مین سنہ ۱۰ء سے مرہٹون کی ایک تاریخی انجمن بھارت اتہاس سنشودہک منڈل کے نام سے قائم ہے، جسکا مقصد مرہٹی تاریخی تحقیقات کرنا ہے، اسوقت تک انجمن ۲۵ کتابین شایع کر چکی ہے، اسکے کتبخانہ مین سیکڑون قلمی تصاویر ہین، پانچ ہزار کتبے ہین، اور پچاس ہزار سے زاید متفرق کاغذات ہین، نوجوان اہل علم کی ایک معقول تعداد اسمین ہر وقت

کام کرتی رہتی ہے، اور اسکے ارکان کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ پہنچ چکی ہی شاہان بیجاپور، سیواجی، مالوجی وغیرہ کے صدہا فرامین واسناد انجمن نے بہم پہنچالئے ہین، مشہور مرہٹی شاعر توکارام کے قلمی سودات کا بھی ایک ذخیرہ اُسے دستیاب ہوگیا ہے، پیشوا و نظام حیدرآباد کے درمیان فارسی مین جو مراسلت ہوتی رہتی تھی، نیز بالاجی وشوناتھ کے خطوط کی بھی کافی تعداد یہان محفوظ ہے، بعض فاضل مرہٹون کے نظام عدالت کی تاریخ مرتب کرنے مین مشغول ہین، انجمن کا دفتر اُسکی ذاتی عمارت مین ہے، اور پچاس ہزار روپیہ کے قریب ابتک اسکے مداخل ومصارف کا شمار پہنچ چکا ہے۔

پیرس کی اکاڈمی آف میڈیسن مین ایک نوجوان عورت لائی گئی ہے، جسکے دانتون کی ایک سالم قطار منہ کے دانتون کے علاوہ، ایک آنکھ کے حلقہ مین بھی ہے! یہ دانت رفتہ رفتہ آنکھ کو حلقہ سے باہر کئے دیتے ہین، اور ہر وقت اُن سے سخت زخم کا احتمال رہتا ہے، ڈاکٹرون کا بیان ہے کہ یہ مرض اپنی نوعیت مین بالکل انوکھا ہے، جسکی کوئی مثال اسوقت تک موجود نہ تھی۔

علماے فلکیات نے اندازہ کیا ہے کہ ہر شب مین ایک کرڑ اور دو کرڑ کے درمیان شہاب ثاقب نمودار، اور فضاے ارض سے متصادم ہوکر اسی مین فنا ہوتے رہتے ہین، اوسط اگر ڈیڑھ کرڑ روزانہ کا رکھا جاے تو ہر سال وہ ......۰۵۲۵ کی تعداد مین فضاے ارض سے ٹکرا ٹکرا کر فنا ہوتے رہتے ہین۔

---

۲۵ - جولائی کو انگلستان مین ایک موٹر دوڑ ہوئی، اس دوڑ مین سات صبا رفتار موٹرین دوڑنے والی تھین، اور توقع یہ تھی کہ انکی شرح رفتار فی گھنٹہ ڈیڑھ سو میل سے اوپر ہوگی، یہ وہ شرح ہے جسکے مقابلہ مین ہوائی جہاز اور طیارے بہت پیچھے رہ جائینگے۔

چکاگو (امریکہ) مین ثانوی تعلیم کا ایک غیر سرکاری مدرسہ ہے جسمین طلبہ کی تعداد دو سو ہے، اس اسکول مین ایک خاص بات یہ ہے کہ طلبہ کو اخبار نویسی کی بھی عملی تعلیم دیجاتی ہے، اسکول سے ایک پندرہ روزہ اخبار اسکول نیوز کے نام سے نکلتا ہے جسکی ادارت، طبع و اشاعت کا سارا کام لڑکے ہی کرتے ہین، اونچے درجہ کے لڑکے جنکی تعداد عموماً پچیس تیس ہوتی ہے ان مین سے ہیڈ ماسٹر ایک کو چیف ایڈیٹر، ایک کو چیف اسسٹنٹ، ایک کو منیجر، ایک کو اسسٹنٹ منیجر، اور چند کو رپورٹر مقرر کردیتا ہے، اور اپنی نگرانی مین سب کو کار متعلقہ سمجھا دیتا ہی اسکے بعد وہ سارا کام اُنھین پر چھوڑ دیتا ہے، اور لڑکے خود تمام فرائض بڑے شوق، دلچسپی و مستعدی سے انجام دیتے ہین، اخبار کا یوم اشاعت ہر ماہ کا پہلا اور تیسرا سہ شنبہ ہوتا ہے اور وقت اشاعت ½۱۲ بجے دوپہر کا ہوتا ہے جو مدرسہ کے برخواست ہونے کا وقت ہی، رپورٹر ہر ہر درجہ سے جاکر خبرین لاتے ہین اور ان خبرون کی زبان درست کرنے اور انھین مختصر کرنیکا چیف ایڈیٹر کو پورا اختیار رہتا ہے، تصحیح پروف کا کام چیف اسسٹنٹ کے سپرد ہوتا ہی، بنک مین روپیہ جمع کرنا، چک لکھنا وغیرہ منیجر سے متعلق ہوتا ہے اور چندہ وصول کرنا اور اخبار کو فروخت کرنا اسسٹنٹ منیجر کے ذمہ ہوتا ہے، ابتک یہ تجربہ ہر پہلو سے نہایت کامیاب رہا ہے، اور اخبار برابر وقت پر نکلتا رہتا ہے۔

آثارِ علمیہ و ادبیہ

ذیل کا خط آج سے ساڑہے آٹھ سو برس پیشتر کے فارسی طرز تحریر و انشا کا نمونہ ہے،
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سادگی، صفائی اور بے تکلفی قدیم انشا طرازی کے چہرہ کا آب و رنگ
تھی، ملک شاہ سلجوقی نہایت عظمت و شوکت اور جبروت و اقتدار کا بادشاہ گذرا ہے، اور
اسکے ہمسر ایشیا مین چند ہی بادشاہ ہوئے ہین، اُسکا وزیر نظام الملک اُسکو یہ خط لکھتا ہے،
القاب و خطاب کی سادگی اس بات کی دلیل ہے کہ فارسی زبان مین بادشاہون کے لئے
اب جس قسم کے آداب و القاب پائے جاتے ہین وہ بہت بعد کی پیداوار ہین،

نیز اس خط سے خود نظام الملک کی سوانحعمری کے متعلق چند مفید اور ضروری تصریحات ملتی ہین۔

(۱) وہ نہاوند کے حدود مین قتل کیا گیا اور اُسکا قاتل قہستان کا ایک ملحد ابوطاہر ارزانی نام تھا۔

(۲) قتل کا واقعہ روز دوشنبہ ماہ شوال ۴۸۵ھ مین پیش آیا۔

(۳) اسوقت اسکی عمر ۹۱ برس کی تھی، انگریزی کی ایک مشہور تاریخی کتاب (HISTORIANS. HISTORY OF THEWORLD) مین لکھا ہے کہ قتل کے وقت اسکی عمر ۹۳ برس کی تھی
لیکن خود نظام الملک کا خط اسکی تصدیق نہین کرتا۔

(۴) وہ چالیس سال تک ملک شاہ کے دامن دولت سے وابستہ رہا اور اپنے بعد منصب
وزارت کے لئے اُس نے اپنے بیٹے کی سفارش بادشاہ سے کی۔

عرضداشت وزیر اعظم خواجہ نظام الملک علیہ الرحمہ بپادشاہ ملک شاہ سلجوقی[1]

عرضداشت بندہ کمینہ و خدمتگار دیرینہ نظام الملک بعز عرض نواب کامیاب بادشاہ

[1] منقول از فیاض القوانین نسخۂ قلمی کتبخانہ نواب حسام الملک سید علی حسن خانصاحب، یہ کتاب (بقیہ برصفحہ آیندہ)

فلک اقتدار کہ شعاع دو مہچہ دولتش بانوار عدل جہانتاب است می رساند و بعد از وظائف
زمین بوس و بندگی بموقف عرض اشہاے[1] راے عالم آرا میگرداند کہ چون لباس حیات بر قامت
ہر بندہ دوختہ و چراغ عنایت ازلی در فانوس عمر او شبانروزی افروختہ اند، عاقبت از جامِ
تلخ اجل بمضمون کلُ نفس ذائقۃ الموت چاشنی شربتِ موتش چشانیدہ اند۔ ع

کس را ندادہ اند براتِ مسلّمی

پس خرم آن بندہ کہ بدست قضا گریبانش گرفتہ اند و بجفاے تیغ بید ریغ ستم و کاردِ اجل
موافق تقدیر برادکیشندہ اند و اُو را بدرجہ شہادت رسانیدہ۔ و این بندہ دیرینہ را در دوشنبہ
غرۂ شوال سال ہمایون فال سنہ خمس و ثمانین و اربعمائۃ بردست ابوطاہر ارزانی کہ یکے از ملاحدہ
قہستان است در حدود نہاوند آن دولت شہادت میسر گشت، و چون وقت تنگ و جان را
آہنگ رفتن بود وصیت را بر تحریر تقریر این قطعہ کہ در وقت قطع امید و تعلقات بخاطر رسید، ختم
نمود، امید کہ بشرف قبول رسد۔

چل سال بالطاف تو اے شاہ جوان بخت زنگِ ستم از چہرۂ آفاق سترُدم
طغراے جہانداری و منشورِ عدالت پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم
چون شد ز قضا مدتِ عمرم نود و یک در حدِ نہاوند بیک کارد بمردم
بگذاشتم آن خدمت دیرینہ بہ فرزند او را بخدا و بخداوند سپردم

والسّلام علے من اتبع الہدےٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بارہوین صدی کے وسط کی تصنیف ہے، کتاب کے نام کا پہلا جزء خود مصنف کا نام ہے
اسمین سلاطین، شاہزادگان، وزراء، امراء اور حکام کے باہمی مراسلتین جمع کیگئی ہین

[1] نقل مطابق اصل لفظ صاف پڑھا نہین گیا۔

ادبیات

افاداتِ اکبر

دنیا کی طمع مین وہ پہسلا اور مین نے خدا کا نام لیا
لغزش سے وہ خاک آلودہ ہوا اور صبر نے مجھکو تہام لیا

ظاہر کا ادب ملحوظ رہا، باطن بھی مگر محفوظ رہا
واعظ سے اُدہر اک بات سُنی ساقی سے اِدہر اک جام لیا

اپنی مدد کو آپ اُٹھے ہے وہ ہاتہ خوب — چھوڑ دو غم رفیق خدا ہی کا ساتھ خوب

شیطان نے کیا حضرتِ آدم کو نہ سجدہ — اور عذر کیا پیش کہ مین آگ وہ مٹی

حضرت کو بھی تقلید نمازی مین ہے یہ عذر — مسجد کا وہ ملا ہی مین صاحب کا ہون منشی

فارسی

رُوح را از تن مکانے دادہ اند — بے نشانے را نشانے دادہ اند

برہمن در دیر و من پیشِ حرم — ہر جبین را آستانے دادہ اند

ہر نگہ یک رفتنے دارد بہ پیش — ہر نظر را آسمانے دادہ اند

محسوساتِ جوش

جناب شبیر حسن صاحب جوش ملیح آبادی

رفتہ رفتہ شادیان وحشت کا سامان ہوگئین — بستیان جب بڑھ گئین حد سے بیابان ہوگئین

ہاے میری مشکلو! تم نے بھی کیا دھوکا دیا — عین دلچسپی کا عالم تہا کہ آسان ہوگئین

سوچتا تو ہون تغافل کیش اگر فرصت ملے — کونسی باتین مرے مرنے کا سامان ہوگئین

آرزوئین خاک مین مل کر اُمیدین ٹوٹ کر — روح کی بالیدگی کا ساز و سامان ہوگئین،

شاہدِ بزمِ خود آرائی! تری نیرنگیان — مطلعِ عالم پہ یون چہائین کہ پنہان ہوگئین

جتنی باتین رات بہر دل سے کہی تہین جوش نے
مسلکِ روحانیت مین جزوِ ایمان ہوگئین

باب التقریظ والانتقاد

اسرارِ حق

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب ایم اے

ملک کے جدید ارباب قلم مین پروفیسر الیاس برنی کا نام اب کسی تعارف کا محتاج نہین رہا، انکی کتاب علم المعیشت اور بعض ادبی تالیفات کافی روشناسی حاصل کر چکی ہین اسرار حق اُنکے افادات قلم کا تازہ ترین ثمرہ ہے۔

کتاب، تمہید، چند ضمیمہ جات کے علاوہ ابواب ذیل مین منقسم ہے:۔ دینیات و عقلیات علم باطن، توحید فی الالوہیت، توحید فی الآثار، توحید فی الافعال، توحید فی الصفات، توحید فی الوجود، احدیت و عبدیت، ہر باب کے تحت مین عنوان کے تناسب، آیات قرآنی، احادیث نبوی، اور اقوال اکابر صوفیہ کو جمع کر دیا گیا ہے، اور خود مولف صاحب کو نادرگہی کہین توضیح مطالب کے لئے چند سطرین لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے، اسلئے کتاب کو حقیقی معنی مین "تالیف" کہہ سکتے ہین،

اقوال صوفیہ کرام مین جنید بغدادی، بایزید بسطامی، مولانائے روم، امام غزالی، غوث اعظم، خواجہ حافظ، ملا جامی، شیخ سعدی، خواجہ اجمیری، خواجہ نقشبند، مجدد سرہندی شاہ ولی اللہ وغیرہ تقریباً کل مشاہیر و متند رہبران طریقت سے یکسان استفادہ کیا گیا ہے کسی خاص مسلک و سلسلہ کی پابندی نہین کیگئی ہے۔

جناب مولف کی محنت و سعی قابل داد ہے، اور ناظرین کو اس مجموعہ مین یقیناً اسلامی تصوف سے متعلق بہت سے مستند و کار آمد معلومات یکجا ملجائین گے، لیکن بہت ممکن ہے کہ کتاب کا فلسفۂ ترتیب اُنکی سمجھ مین نہ آئے، توحید کو مختلف اصناف (افعالی، صفاتی وجودی وغیرہ) مین تقسیم کرتے وقت اگر کوئی خاص بنا تقسیم پیش نظر تھی تو اس نکتہ کو ذرا کھول کر لکھنا چاہیئے تھا، اسلئے کہ بعینہ ایک ہی قسم کی آیات، احادیث، و اقوالِ سلف ہر باب مین درج ہین اور انہین بلا تکلف ایک باب سے اٹھا کر دوسرے کے ماتحت رکھا جا سکتا ہے۔

کتاب کا پہلا باب سب سے طویل باب ہے، جو پورے ۷۵ صفحہ مین آیا ہی لیکن یہ باب تقریباً حرف بحرف مولوی عبد الباری صاحب ندوی کے رسالہ "مذہب و عقلیات" سے منقول ہے، جسپر ڈیڑھ سال ہوے معارف مین ریویو نکل چکا ہے، تصنیفی دنیا مین اخذ و استفادہ کی رسم مطلق معیوب نہین، ایک چراغ برابر دوسرے چراغ سے جلتا رہتا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ ایسے ہر موقع پر اعتراف نہایت کشادہ جبینی سے کیا جائے، مولف صاحب نے اس باب کے شروع مین اسکے "مضمون" کے "ماخوذ" ہونے کا اعتراف کیا ضرور ہے، لیکن ہمکو اُنکے قلم سے اس سے زیادہ تصریح کی توقع تھی، رسالہ مذہب و عقلیات کا محض "مضمون" ہی "ماخوذ" نہین بلکہ اسکا بڑا حصہ حرفاً حرفاً منقول ہے۔

کتاب کے آخر مین تین ضمیمے ہین، ضمیمہ اول مین فہرست ماخذ ہے، ضمیمہ دوم ان کتب حقائق پر مشتمل ہے، جو صوفیہ اسلام مین مستند سمجھی جاتی ہین، یہ فہرست طالبین کے لئے یقیناً مفید ہوگی، انگریزی مصنفین اکثر اپنی کتابون کے آخر مین اس قسم کی فہرست (Bibliography) دیدیا کرتے ہین، برنی صاحب کا یہ طریقہ دوسرے اردو

مصنفین کے لئے بھی باعث تقلید ہونا چاہیئے، ضمیمہ سوم مین مغربی تصانیف و مصنفین کی فہرست دیگئی ہے، یہ فہرست البتہ غیر ضروری تھی، کہ اس سے کتاب کے نفس مضمون کو مطلق تعلق نہین، اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ اس فہرست مین متعدد مسامحات بھی موجود ہین، مثلاً کنگسلے کو فلسفیون مین شمار کیا ہے، حالانکہ اس نام کا قطعاً کوئی فلسفی نہین ہوا ہی ایک شاعر و ادیب البتہ ہوا ہے، یا ہکسلے کی ایک کتاب "فزیکل بیسس آف لائف" کے نام سے درج کی ہے، حالانکہ اس نام کی اُسکی کوئی کتاب موجود نہین، یہ اسکے ایک ایڈریس کا عنوان تھا، وقس علیٰ ہذا۔ مغربی مصطلحات کی فہرست بھی خواہ مخواہ کا اضافہ ہے، اُن کو اسرار حق سے ضمناً بھی کوئی واسطہ نہین۔

آئندہ ایڈیشن مین ترتیب پر نظر ثانی کے ساتھ کتابت و طباعت پر بھی مزید توجہ کی ضرورت ہے، اور "تمہید" کو تو یقیناً اسقدر مجمل نہ رہنا چاہیئے، تمہید اگر مطالب کتاب یا ضرورت تالیف کی وضاحت نہین کرتی تو اسکا عدم اسکے وجود سے بہتر ہے۔

ان چند فروگذاشتون کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ اسلامی تصوف کے متعلق اسقدر مستند معلومات یکجائی طور پر کسی اور اُردو کتاب مین مشکل ہی سے مل سکین گے، اور اس لحاظ سے کتاب واجبی قدردانی کی مستحق ہے۔

ضخامت مع ضمیمہ جات ۲۷۳ صفحے، تقطیع ۲۲×۱۸ - غالباً مجلد ہی ملتی ہے، جلد خوشنما، قیمت ۳ر ملنے کا پتہ، مصنف، ترپ بازار حیدر آباد دکن، یا منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ پریس علی گڈھ۔

عرب اور اُنکا مستقبل

مولوی سید مقبول احمد صاحب الہ آبادی نے اس کتاب مین حسب ذیل مضامین پر دلچسپ و قابل مطالعہ بحث کی ہے، عرب قدیم، فتوحات عرب، تمدن عرب، انحطاط عرب، ممالک عرب مستقبل عرب، گذشتہ جنگ مین عربون نے تمام عالم اسلامی کے جذبات کے خلاف جو روش اختیار کی تھی اُسکے نتائج بد کا خمیازہ تمام مسلمانان عالم اور بدقسمتی سے وہ خود بھی اُٹھا رہے ہین، اس کتاب کے مقدمہ مین اس روش کو حق بجانب ثابت کرنیکی کوشش کیگئی ہے، مولف نے ترکون پر جن الفاظ مین الزامات قائم کئے ہین وہ یہ ہین:-

> اس ملک کو ترکون کی غفلت کے زمانہ مین کوئی اقتصادی یا ملّی ترقی نہین ہوئی، یہانتک کہ عربون کے آثار قدیم مین سے وہ چند قبور اور زیارات باقی رہ گئے ہین جنکا محفوظ رکھنا ترکون کے نزدیک مذہبی فرض تھا، مگر عربی ملت، عربی علوم، عربی مدارس اور سب سے زیادہ زمین کی خداداد زرخیزی کو کچھ ایسا مٹی کے تلے دبایا کہ جب تک اُنھون نے خاک پاک عرب کو اپنے بوٹون سے نہ جھاڑ لیا، بیروت کے صرف ایک عیسائی مشنری کالج کے سوا جو عربون کے تمدن اور علوم کو اپنی خفیف ضیا سے منور کرنے کی کوشش کر رہا تھا عربون کا کوئی ذریعہ دینی اور دنیوی نجات کا باقی نہ رہ گیا تھا۔

اسی مقدمہ کے آخر مین مولف نے لکھا ہے کہ

رسول اللہ صلعم نے عربون کو حقارت سے دیکھنے یا بغض رکھنے والیکو وعیدین

زمائی ہین، ہمارے بعض جوشیلے مسلمانون نے اکثر عربون کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ ان کو خائن، وحشی، بددین، جاہل سلطنت کے ناقابل غرض ہر قسم کے ناروا الفاظ سے یاد کرتے ہین۔

زبان نبوی کے علاوہ یون بھی کسی کو برے لفظون سے یاد کرنا کوئی اچھی بات نہین، اور اسمین عرب وغیر عرب کی تفریق بھی ایک بے معنی سی چیز ہے، ممکن ہے گذشتہ جنگ مین عربون نے جو طرز عمل اختیار کیا اور اسکے جو نتائج ظاہر ہوئے انکی بنا پر کسی دردمند دل سے یہ الفاظ نکلے ہون، لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ جو ناقابل تلافی غلطی یا غداری عربون سے ظہور پذیر ہوئی، اس جرم کے مقابلہ مین ان الفاظ کا کیا وزن باقی رہجاتا ہے۔

ایک موقع پر اسی مقدمہ مین مولف نے لکھا ہے کہ

قطع نظر اس بات کے کہ جمال پاشا کے نادرشاہی حکم اور ان کا قتل عام عربونکی بغاوت کا سبب ہوا۔

ان الفاظ کو پڑھکر مجھے مشہور مستشرق پروفیسر مارگولینھ کے ایک خط کی یہ عبارت یاد آگئی جو انھون نے مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رکن اول وفد خلافت کے ایک خط کے جواب مین لکھی تھی،

وامّا تعرضون من الدفاع عن الدولة الترکیة فیمنعنا من الاجابة الیه ما قد اشتهر وشاع وذاع من اطلاق الاتراک القنابل علی بیت الله الحرام وسفکهم لدماء المسلمین فی سوریا وانتهاکهم کل المحارم واقدامهم علی کل ما یقبح ذکره۔

اور آپ نے دولت ترکی کی حمایت و مدافعت کی نسبت جو خیالات پیش کئے ہین ہمکو انکے قبول کرنے سے وہ خبرین روکتی ہین جو اسوقت عام طور پر ہر جگہ مشہور ہین یعنی ترکون کا بیت اللہ پر گولہ باری کرنا، شام مین مسلمانون کا قتل عام، قابل حرمت امور کی بیحرمتی کرنا اور ان کا ہر اس فعل کو عمل مین لانا جسکا ذکر بھی برا ہے،

اصل یہ ہے کہ مولف نے ان واقعات کو جس روشنی مین دیکھا ہے کہ اسکی شعاعین کہین اور سے آئی ہین، حالانکہ انکو چاہیئے تھا کہ واقعات کو بہت احتیاط کے ساتھ اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتے، ترکون پر جو الزامات لگائے گئے ہین انکے متعلق اتنا مسلم ہے کہ بے شبہہ ترکی دور خلافت مین عرب کا کوئی شہر قسطنطنیہ نہ بن سکا، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کبھی ایسا ہوا بھی ہے اموی اور نیز عباسی دور خلافت جو مولف کے نزدیک خالص عربی خلافت کا زمانہ تھا کیا اسمین بھی عرب کا کوئی شہر دمشق و بغداد کا ہمسر بن سکا تھا؟

تمدن عرب کے تحت مین زیادہ تر علوم و فنون پر بحث ہے، یہ چندان قابل اعتراض نہین کہ مصنف نے جو کچھ لکھا سرسری لکھا ہے، لیکن یہ امر یقیناً قابل اعتراض ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بالکل غیر ذمہ دار قلم اور غیر محتاط طریقہ سے لکھا گیا ہے، یورپین مصنفین کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ اسلام کے ہزار سالہ تمدن مین جو کچھ بھی ہوا ہے، اسکو وہ عربون سے وابستہ کردیتے ہین اور پوری تاریخ کا نام تاریخ تمدن عرب رکھتے ہین، حالانکہ اسلامی تمدن کے زیادہ شعبے ایسے ہین جنکی ترقی غیر عرب اقوام کے قوائے دماغی وطبعی کی مرہون منت ہے، فرانس کے مشہور مصنف گستاولی بان نے اسلام کی تمدنی تاریخ ایک ضخیم مجلد مین لکھی جسمین اندلس، افریقہ، اور ہندوستان کی تمدنی ترقی کو نہایت وضاحت سے دکھلایا ہے، وہ ہر ملک کی تعمیرات و علوم و فنون اور مصنوعات کی خصوصیات کو دکھلاتا ہے، ایک دوسرے مین امتیاز و فرق کی تصریح کرتا ہے لیکن اس پورے مرقع کا نام وہ تاریخ تمدن عرب رکھتا ہے۔

بہرحال یہ ایک غلطی ہے جسمین باہر والے مبتلا ہوسکتے ہین لیکن گھر والون کو تو واقف ہونا چاہیئے مولف نے نہایت آزادی سے اکثر علوم و فنون کے مشاہیر علما کو عرب لکھدیا ہے حالانکہ واقعہ ایسا

ہنین ہے، نحو وصرف کے مشاہیر علما و ائمہ غیر عرب تھے، فقہ وحدیث کے اکثر ائمہ غیر عرب تھے، امام راضی و امام عبد القاہر جرجانی عرب نہ تھے، بوعلی سینا کو عرب کہنا صحیح نہنین، ابن باجہ، ابن رشد، اور ابن خلدون کی قومیت و وطنیت عرب نہ تھی، یہان تفصیل سے اسکو لکھا نہنین جاسکتا، لیکن یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام کی تاریخ جن مایۂ نازافراد سے روشن ہے وہ زیادہ تر غیر عرب اور خال خال عرب ہین،

ممالک عرب کے تحت مین مولف نے جغرافیہ عرب لکھا ہی، اولاً ترتیب کے لحاظ سے اس باب کو مولف نے جو جگہ دی ہے وہ شاید درست نہنین، دوسری بات یہ ہی کہ مولف نے عرب کے دامن مین جسقدر ممالک سمیٹ لئے ہین وہ بھی صحیح نہنین، اس جدید جغرافیہ کے رُو سے شام وعراق کے علاوہ مصر، طرابلس الغرب، تیونس، الجزائر، اور مراکش بھی عرب مین داخل ہین، خلیفہ ہارون رشید نے اپنی وفات کے وقت اپنی مملکت دو بیٹون امین و مامون پر جسطرح تقسیم کی تھی وہ یہ کہ ممالک مغربی و ممالک مشرقی ممالک مغربی مین عرب، شام، عراق، مصر، طرابلس الغرب، الجزائر، تیونس اور مراکش داخل تھے، جہان کی آبادی تمامتر عربی زبان بولتی تھی، اس تقسیم کے معنی یہ نہین ہین کہ یہ تمام ممالک عرب مین داخل ہین ان مسامحات کے باوجود بھی مولف کی محنت مستحق داد ہے، گو سرسری ہی تاہم کچھ نہ کچھ مفید معلومات یکجا کردیئے گئے ہین جن سے ناظرین کو امید ہے کہ فائدہ پہنچے، آخری حصہ مولف کے خیالات ہین جنکی طرف عام مسلمانون کو توجہ دلائی گئی ہے، کتاب صاف ستھری اور ہر طرح اچھی چھپی ہے، تقطیع کلان، کاغذ سفید، صفحے ۱۹۶، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ، ملنے کا پتہ: آفس میسرس ایم، اے اینڈ کو، انجینیرس وکنٹریکٹرس نمبر ۱۶۹، وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ۔

مطبوعاتِ جدیدہ

مشاہیر ہند، مولانا محمد علی، مہاتما گاندہی، پنڈت مالویہ، مسٹر گوکھلے اور دیگر خدام ملک وملت کے حالات مین شیخ نذر محمد صاحب انور بی، اے اسسٹنٹ ایڈیٹر پبلک لاہور نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے، جسکی ضخامت ۳۰۴ صفحہ ہے، لیکن سمجھ مین نہنین آتا کہ انتخاب مین کونسا اصول پیش نظر رکھا گیا ہے، اگر مصلحین قوم کی سوانح لکھنا ہے تو غریب سرسید نے کیا قصور کیا تھا جو انکے حالات قلم انداز کردیئے گئے ؟ اور ہز ہائنس نواب میر محبوب علیخان مرحوم فرمانروائے سلطنت آصفیہ کو اس صف مین کیسے کھڑا کردیا گیا ؟ دیگر مشاہیر ہند جو اس نشأۃ جدیدہ مین پیدا ہوئے ہین، اُنکے نظرانداز کرنے کی وجہ بھی ہماری سمجھ مین نہنین آتی، قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عا، صوفی دار الاشاعت پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات سے ملیگی۔

پارہ ہاے جگر، مولوی محمد مبین صاحب کیفی چریاکوٹی سابق مدیر العلم کی چھہ نظمون کا مجموعہ ہے، جو جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر مشرق کے زیر اہتمام طبع ہوکر شائع ہوا ہے، قومی نظمون کا ایک خاص اسٹایل ہوتا ہے، لیکن مولوی کیفی نے جو طرز اختیار کیا ہے اسکو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ انکی نظمین اسلام کی دردناک حالت کا مرثیہ نہنین بلکہ حسن وعشق کی دلچسپ داستانین ہین، البتہ زندہ جاوید کے نام سے جو نظم لکھی ہے وہ اس نکتہ چینی سے مستثنیٰ ہے، قیمت درج نہنین، مشرق گورکھپور کے پتہ سے مصنف سے ملیگی۔

صدیق اکبر، خواجہ محمد عباد اللہ صاحب اختر بی، اے نے جو مختلف کتابون کے مصنف ہین، حضرت ابوبکر صدیق کی ایک سوانح عمری لکھی ہے جسمین اگرچہ بعض ایسی

بحثیں آگئی ہین جو غیر متعلق ہین، تاہم اُن سے ناظرین کے معلومات ہین اضافہ ہو سکتا ہے
قیمت عہر، شیخ الٰہی بخش و جلال الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور سے ملیگی۔

دین و دنیا: یہ ماہوار رسالہ "نظامیہ دار الاشاعت" دہلی سے شایع ہوتا ہے جسکے ساتھ خواجہ حسن نظامی صاحب کا رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے، اسکی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے اپنی ادا کردہ کل قیمت واپس لیلے، چونکہ اسمین اشتہارات کا حصہ بہت کافی ہوتا ہے اسلیے ممکن ہے کہ بعض طبایع کو اس رعایت سے بدگمانی پیدا ہو۔

لیکن اسمین شک نہین کہ "دین و دنیا" کے متعلق مفید و دلچسپ معلومات کا ایک وافر ذخیرہ اس کے اندر ہوتا ہے، اور خواجہ صاحب کے مقبول و دلکش طرز تحریر کا لطف مزید بران، قیمت سہ ماہی ۸ر ششماہی عمر سالانہ عاہ، فی پرچہ ۱؎ رہے۔

مخزن، مخزن اُردو کے قدیم ترین رسالون مین ہے، اپنے ابتداے زمانۂ اشاعت سے لیکر آج تک اُس نے مختلف قالب بدلے ہین اور ہر قالب مین اسکی خاص خصوصیت یعنی ادبی رُوح جھلکتی رہی ہے، موجودہ تغیر و تبدل مین اُسکی عنان ادارت مولوی ابو البیان بیدل شاہجہانپوری کے ہاتھ مین آئی ہے، یہ وہی بیدل ہین جنکے متعلق مولانا شبلی مرحوم کا ایک مصرع ہے،
ع چہ توان کرد چہ فرمودۂ بیدل باشد۔ مخزن کی خوش قسمتی ہے کہ وہ آیندہ سے تمام تر "فرمودۂ بیدل" ہوگا، قیمت سالانہ قسم اول للعہ، پتہ: مخزن لاہور، تقطیع پہلے سے بڑی کر دیگئی ہے،

مدینہ: بجنور کا مشہور اخبار ہے جو حال مین نئے آب و رنگ کے ساتھ نکلنا شروع ہوا ہے، اسکے مضامین عمدہ اور تراجم پر زور ہوتے ہین، تازہ خبرون کی فراہمی پر بھی اُسکو خاص توجہ رہتی ہے، اسکے سائز مین بھی اضافہ کیا گیا ہے، غرض ظاہری اور باطنی حسن و خوبی کے لحاظ سے یہ اخبار پڑھنے کے قابل ہے۔

مجلد ہشتم | ماہ ذی الحجہ سنہ ۳۹ھ مطابق اگست سنہ ۲۱ء | عدد دوم

مضامین